القادر

ترجمہ اردو

غبطۃ الناظر

مصنفہ علامہ قاضی ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

مترجمہ مشہور انشاپرداز حکیم برہم صاحب

بحسن انتظام منشی سید ریاض احمد صاحب مالک مطبع

ریاض الاخبار پریس گورکھپور میں طبع ہوا

قیمت فی جلد آٹھ آنہ (۸)

گزارش

کم فرصتی کے زمانہ میں عزیزی منشی حامد علی سلمہ کے اصرار نے مجبور کیا اور زیادہ تر اس عقیدتمندی نے ابھارا جو حضرت پیر طریقت قطب زمان دستگیر بیکسان محبوب سبحانی کی ذات ارفع و اعلی کیساتھ مجھے ہے کہ غبطة الناظر کا ترجمہ کرون - چونکہ ابھی تھوڑے دن ہوئے یہ کتاب ہندوستان مین شایع ہوئی ہے اسلیے یہ اردو کا ترجمہ بے محل نہوگا - ترجمہ سادہ ہے اس مین زیادہ تر لفظی ترجمے کا خیال رکھا گیا - دراصل کتاب کے مطالب کو نظرانداز کرنا گناہ سمجھا گیا ہے یہ مین نہین کہہ سکتا کہ یہ کتاب حضرت ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے یا حضرت قاضی ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے لیکن اتفاق - ارے بیٹی ذکرہ موخر الذکر بزرگ کی تصنیف ہے - خان بہادر شیخ خدابخش صاحب سی - آئی - ای کی عمر مین خدا برکت دے جنھون نے پٹنہ - عظیم آباد کی وسیع لائبریری مین اس قسم کی کتابین باقیات الصالحات کی یادگار فراہم فرمائی ہین - آخر مین مجھ کو مولوی محمد اصغر علی صاحب پروفیسر مشن اسکول گورکھپور کا شکریہ ادا کرنا چاہیے - جنھون نے کم فرصتی اور پریشان زمانہ مین اس ترجمہ مین بہت کچھ مدد دی اور یہ کہنا مبالغہ نہین ہے کہ اگر وہ مستعد نہ ہوتے تو افکار زمانہ مجھے اتنی فرصت نہ دیتے کہ مین اس قدر جلد کامیابی حاصل کر سکتا -

امید ہے کہ بغیر اجازت منشی حامد علی صاحب کے یہ کتاب کوئی صاحب نہ چھاپینگے

خادم قوم

حکیم برہم

گورکھپور

۲۵ مارچ سنہ ۱۹۰۳

تہدیہ

یہ ترجمہ جس کا نام "القادریہ" ہے کیوان بارگاہ ثریا پائگاہ عالی مراتب الامناقب حضور فیض گنجور عالی جناب راجہ محمد صدیق خان صاحب بہادر بالقابہ والی ریاست نان پارہ کے نام نامی اسم گرامی پر اس عقیدہ تمندی کی بنا پر معنون کرتا ہوں جو ہمارے صوبہ کو امور فاہ عام و دلچسپی کے باعث انکی ذات کے ساتھ ہے حضرت پیر دستگیر وشن ضمیر محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ کی ات بابرکات سے جو عقیدت مندی اس ریاست کو رہی ہے اس کی نظیر ہندوستان مین نہین مل سکتی۔ سخت گناہ ہوتا۔ اگر جناب راجہ صاحب کے نام کے ساتھ یہ ترجمہ معنون نہ ہوتا۔

خادم دعاگو

حکیم برہم

گورکھپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ القادر علی تصریف مرادہ فی تشریف اہل ودادہ و تفضیل بعض خلقہ علی بعض درجات وھو القاھر فوق عبادہ و اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ شھادۃ حق ترفع قدر من نصب نفسہ فی خدمتھا الی ان تجرہ الی جنات النعیم یوم معادہ - و اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ الذی کان فی البعث خاتم انبیاءہ - یوم البعث فاتح ابواب الجنان لدخول اولیاءہ صلی اللہ وسلم علیہ وعلی آلہ وصحبہ اہل ودادہ

یہ ایک مختصر رسالہ حضرت غوث الاعظم پیر دستگیر بیکسان شیخ مشایخ زمان محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ کے حالات مین تحریر ہوا ہے - مین نے اس کتاب کے لکھنے سے ایسے شخص کی فرمایش پوری کی ہے جسکی بات مین ٹال نہین سکتا تھا اور چونکہ بہشت کے آٹھ باب ہین اسلیے اس کتاب کو بھی آٹھ بابون پر مین ترتیب دیتا ہون اور اپنے لیے اس کتاب کی تصنیف کو حضرت کی برکت سے ہر آفت کی سپر سمجھتا ہون -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب اول

شیخ نور الدین صاحب بہجۃ الاسرار کہتے ہیں کہ مجھ سے روایت کی ابو المعالی احمد و محمد پسران علی بن محمد بن عبد الرزاق ابن عیسی ہلالی بغدادی نے کہ روایت کی قاضی ابو صالح نصر بن عبد الرزاق بن شیخ عبد القادر بن ابی صالح موسی جنگی نے بن عبد اللہ بن یحیی الزاہد بن محمد بن داؤد بن موسی بن عبد اللہ بن موسی بن عبد اللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہم نے کہ عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ صاحبزادہ حضرت غوث پاک اور ابو صالح نصر صاحبزادہ شیخ عبد الرزاق دونوں بزرگ ایسے ثقہ ہیں کہ بطور سند کے لائے جاتے ہیں۔ ہم کو انھیں سے حضرت کی ولادت کے علی حالات کی روایت پہونچی ہے۔

ابن نجار نے کہا کہ حضرت کی ولادت باکرامت ۴۷۱ھ مین ہوئی اور دوسرے مورخین لکھتے ہین کہ آپکی پیدائش ۴۷۰ھ مین ہے یا ایک سال بعد۔ جب خود حضرت سے اس بارہ مین سوال کیا گیا آپنے فرمایا کہ مجھے یاد نہین ہے۔ لیکن جب مین بغداد مین آیا ہون اٹھارہ برس کا تھا جس سال تمیمی کی وفات ہوئی تمیمی سے مراد رزق اللہ بن عبد الوہاب شیخ حنابلہ ہین جنکی رحلت جمادی الاولی ۴۸۸ھ مین ہوئی ہے

حضرت کی والدہ ماجدہ کا نام فاطمہ اور کنیت ام الجبار اور لقب ام الخیر ہے یونینی نے کہا کہ بڑی صالحہ اور پارسا تھین۔ ابوسعید ہاشمی کہتے ہین کہ اس بارے مین بڑے مرتبے کی تھین۔ آپ شیخ زاہد ابوعبد اللہ صومعی کی دختر نیک اختر ہین اور خیر و صلاح کے ساتھ آپکی صفت بیان کی گئی ہے۔ عارف کامل حضرت محمدؐ دربانی قزوینی رح سے شطنوفی نے روایت بہم پہونچائی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ صومعی اُن تمام مشایخ سے اجل و اکمل ہین جن سے مجھے ملاقات کا اتفاق ہوا وہ گیلان کے رؤسا اور مشایخ مین سے بڑے صاحب کرامات اور مستجاب الدعوات تھے آپ کے غصہ کا اثر مغضوب پر بہت جلد ظاہر ہوتا تھا۔

شطنوفی نے بیان کیا ہے کہ شیخ مفرج بن شہاب نے کہا کہ مین حضرت شیخ عبد القادرؒ کی خدمت مین حاضر تھا آپ بات کرتے کرتے رُک گئے اور آپکی آنکھون سے آنسو جاری ہوے اور فرمایا کہ میری والدہ نے وفات پائی ہملوگون نے تاریخ لکھی ایک مدت کے بعد خبر آئی کہ اُسی روز اُسی وقت اُنکا انتقال ہوا۔ حضرت کے بھائی عبد اللہ جوانی مین فوت ہوے۔ اور آپ کے والد ماجد نے آپ کے بچپن مین انتقال کیا آپکی پرورش آپ کی والدہ نے فرمائی

شطنوفی نے بسند نصر بن عبدالرزاق روایت کی ہے کہتے ہیں کہ علما و مشائخ عجم میں بڑے بڑے بزرگوں سے میں نے سُنا کہ وہ اپنے آبا و اجداد سے روایت کرتے ہیں کہ شیخ عبدالقادرؒ رمضان المبارک میں دن کو والدہ کا دودھ نوش نہیں فرماتے تھے اور دوسری روایت میں یہ زیادہ کیا ہے کہ ہلال رمضان اہل گیلان کو نظر نہ آیا تب آپ کی والدہ سے لوگوں نے پوچھا تو فرمایا کہ عبدالقادر نے آج دودھ نہیں پیا اسکے بعد خبر آئی کہ وہ رمضان کی پہلی تاریخ تھی۔

پھر شطنوفی نے یہ عبارت زیادہ کی ہے کہ شہر میں مشہور ہو گیا کہ ایک شریف کے گھر ایک بچہ پیدا ہوا ہے جو رمضان میں دن کو دودھ نہیں پیتا۔ آپ کی ایک پھوپھی تھیں جن کا نام عائشہ صالحہ تھا۔

فصل

شیخ موفق نے کہا کہ حضرت دُبلے۔ پتلے۔ گندم گوں۔ میانہ قد۔ بلند آواز پاکیزہ صورت تھے۔ سینہ چوڑا۔ داڑھی گھنی اور لمبی تھی ابروے مبارک پیوستہ تھے۔ ابراہیم بن سعید دارمی سے منقول ہے کہ آپ علما کا لباس پہنتے تھے طیلسان اوڑھتے تھے اور خچر پر سوار ہوتے تھے۔

دوسرا باب

ابتداے عمر کے حالات۔ علوم شرعیہ کا شغل

ابن نجار نے گذشتہ سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ مجھے ابو محمد عبدالله بن ابی الحسن

جیلانی نے ایک تحریر لکھی ہے جسکا خلاصہ مین نقل کرتا ہون۔

کہتا ہے کہ حضرت شیخ عبد القادرؒ نے ہم سے حکایت کی کہ مجھ سے میری مان نے فرمایا۔ کہ بغداد مین جاکر علم حاصل کرو مین اس وقت سولہ برس کا تھا راوی کو شک ہے، یا اٹھارہ برس کا شہر شہر علم کی تحصیل مین مشغول رہا

محمد بن قائد الاوانی نے کہا کہ مین نے حضرت شیخ سے پوچھا کہ آپ نے بنای امر کس صفت کو بنایا۔ آپ نے فرمایا کہ سچ کو مین کبھی جھوٹ نہین بولا۔ جب مدرسہ مین تھا۔ اُس وقت بھی کبھی نوبت نہین آئی۔ اور فرمایا وطن مین جب مین چھوٹا تھا عرفہ کے روز ایک بار دیہات کی طرف چل کھڑا ہوا اور ایک بیل کے پیچھے ہولیا۔ جو کھیت جوتنے کے لیے جارہا تھا یکایک وہ میری طرف پھرا اور کہا اے عبد القادر اس واسطے تو نہین پیدا کیا گیا ہے اور نہ تجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے مین خوف زدہ ہوکر گھر پلٹ آیا اور چھت پر چڑھا تو آدمیون کو دیکھا کہ عرفہ مین کھڑے ہین اپنی مان کی خدمت مین حاضر ہوا اور کہا مجھے بغداد جانے کی اجازت دیجیے کہ مین علم حاصل کرون اور بزرگون کی زیارت سے مستفید ہون انھون نے اس خیال کا سبب پوچھا۔ تو مین نے حالت بیان کی وہ روئین اور کہا تمھارے باپ کے ترکے سے میرے پاس اسی دینار ہین۔ اُس مین سے چالیس دینار میرے دوسرے بھائی کے لیے رکھ چھوڑے اور چالیس دینار میری گدڑی مین بغل کے نیچے سی دیے۔ اور ہر حال مین سچ بولنے کی سخت تاکید فرماکر مجھے جانے کی اجازت دی رخصت کیوقت کہا تیرے حقوق سے مین خدا کی نزدیک سبکدوش ہوئی۔ اب پھر قیامت ہی مین ملاقات ہوگی۔ مین بغداد جانیکے لیے ایک چھوٹے قافلہ کے ساتھ ہولیا جب ہمدان سے

آگے بڑھا ایک بیابان میں ساٹھ ڈاکوون نے قافلہ کو گرفتار کر لیا مجھ سے کوئی
معترض نہوا۔ ایک ڈاکو میرے پاس آیا اور کہا اے فقیر تیرے پاس کیا ہے۔ مین نے
جواب دیا چالیس دینار ہین اُس نے کہا کس جگہہ رکھے ہین مین نے کہا گدڑی مین
میری بغل کے نیچے سیے ہوے ہین اُس نے تمسخر سمجھ کر مجھے چھوڑ دیا۔ اور چلا گیا۔ پھر
ایک دوسرا آیا اُسی طرح اُس نے سوال کیے مین نے وہی جواب دیے وہ بھی چلا گیا
دونون نے اپنے سردار سے میرا حال کہا اُس نے مجھے طلب کیا مین جب گیا اُن کو
ایک ٹیلہ پر دیکھا کہ قافلہ کا مال باہم تقسیم کر رہے ہین۔ اُس نے مجھ سے کہا کہ تیرے پاس
کیا ہے مین نے کہا چالیس دینار۔ کہا کہان ہین مین نے کہا میری گدڑی مین سیے
ہوے ہین۔ میری گدڑی اُسکے حکم سے پھاڑی گئی اور وہ دینار نکلے۔ اب اُس نے
سوال کیا کہ کس خیال نے تجھے اپنے خفیہ دینار کے بتانے پر مجبور کیا مین نے کہا سچ
نے۔ میری والدہ نے سچ بولنے کا مجھ سے عہد لیا ہے مین خلاف عہد نہین کر سکتا
یہ سن کر وہ رو دیا اور کہا تو نے اپنی مان کا عہد نہین توڑا اور مجھے اتنے سال ہوگئے
پروردگار کے عہد کے خلاف کر رہا ہون اُسکے بعد اُس نے میرے ہاتھ پر توبہ
کی۔ اُسکے ساتھیون نے کہا کہ تو ڈاکہ زنی مین ہمارا سردار رہا اب تو راہ راست
پر آنے مین بھی ہمارا سردار ہے۔ پھر اپنے سب گزشتہ افعال پر پشیمان ہوے اور میرے
ہاتھ پر سب نے توبہ کی اور قافلہ کا کل مال لوٹا ہوا واپس کیا۔ پہلے پہل انہین لوگون نے
مجھ سے ہدایت پائی۔ اور عبد اللہ سلمی نے کہا کہ مین نے حضرت شیخ کو فرماتے
ہوے سنا کہ مجھے ایک بار چند روز ہو گئے کہ کچھ کھانے کا اتفاق نہ ہوا۔ اُس وقت
مین محلہ قطیعہ شرقیہ مین رہتا تھا۔ ناگاہ ایک شخص آیا اور میرے ہاتھ مین ایک کاغذ

زر دے کر چلا گیا۔ میں بازار میں گیا اور اُسے نانبائی کو دے کر کلچے اور حلوا خرید اور
ایک مسجد میں آیا جہاں بسبب تنہائی کے اکثر میں آکر سبق دُہراتا تھا۔ میں کلچے
اور حلوا اپنے سامنے رکھ کر سوچنے لگا کہ مجھے کھانا چاہیے کہ نہیں کہ میری نظر ایک
کاغذ پر پڑی جو سامنے کی دیوار کی دراز میں پٹا ہوا رکھا تھا۔ میں نے اُس کو لیکر
پڑھا تو یہ لکھا تھا کہ خداوند تعالیٰ نے کسی گزشتہ کتاب میں فرمایا ہے کہ قوی لوگوں
کے لیے خواہش نفسانی اور بھوک نہیں ہے۔ یہ تو کم درجہ کے ایمان والوں کے لیے
بنائی گئی ہے۔ تاکہ کھا پی کر طاعت الٰہی کے لیے قوی و مستعد رہیں۔ میں نے کلچہ و
حلوا نکال کر جدا رکھ دیا اور رومال لے لیا اور دو رکعت نماز پڑھی اور وہاں سے
اپنے مقام پر واپس آیا۔ طلحہ بن مظفر علثی نے کہا کہ مجھ سے حضرت شیخ فرماتے تھے
کہ ابتدائے حال میں بغداد میں مجھے بیس روز ہو گئے کہ مجھے کچھ غذا نہیں ملی
اور نہ کوئی مباح چیز ملی تھی جس کو غذا بناؤں۔ میں غذائے مباح کی تلاش میں
ایوان کسرے کے کھنڈر کی طرف گیا وہاں ستر صالح شخصوں کو میں نے پایا کہ وہ
بھی اُسی تلاش میں وہاں پہونچے تھے۔ میں نے جی میں کہا کہ انسانیت کے خلاف ہے
کہ میں اُن سے مزاحمت کروں پھر شہر کی طرف لوٹ آیا۔ ناگاہ ایک شخص ہمارے
شہر کا ملا جس نے مجھے پہچانا اور کچھ درم دیے اور کہا کہ تمہاری والدہ نے تمہارے
لیے بھیجے ہیں۔ اُس میں سے تھوڑے سے میں نے اپنے واسطے نکال لیے اور
باقی لے کر ایوان کسرے کے کھنڈر میں آیا اور اُن ستر اشخاص پر تقسیم کر دیے
انھوں نے پوچھا کہ بھائی یہ کہاں سے۔ میں نے کہا کہ میری ماں نے میرے پاس
بھیجے تھے میں نے خیال کیا کہ مجھے کچھ وجہ خصوصیت نہیں اور نہ اُن سے رفع حاجت

مین مجھے کچھ میسر ترجیح ہے۔ پھر بغداد مین آیا اور جو درم نکال لیے تھے اُس سے
طعام خریدا اور فقیرون کو بلایا اور ہم سب فقیرون نے ملکر کھایا اور میرے
پاس کوئی درم باقی نہ رہا۔

میری مان کا یہ حال تھا کہ میرے دیکھنے کی بہت آرزومند تھین۔ بار بار خطوط
بھیجے اور اپنا شوق دیدار ظاہر کیا۔ مین جواب لکھتا تھا کہ اگر آپ کی مرضی ہو تو
مین علم کو چھوڑدون اور آپ کی خدمت مین حاضر ہون تو وہ تحریر فرماتین کہ آنیکی
ایسی ضرورت نہین علم مین جی لگاکر مشغول رہو مین برابر علم دین کے حاصل کرنے
مین سرگرم رہا۔ کبھی صحرا کی طرف نکل جاتا اور شہر مین نہین آتا اور ویرانہ مین بیٹھا
رہتا تھا۔ صوف کا جبہ پہنتا تھا اور سر پر پھٹی ٹوپی ہوتی تھی۔ اور برہنہ پا کانٹون
مین چلتا۔ اور کسی چیز سے خوف نہ معلوم ہوتا تھا۔ میرا نفس بعض نفسانی خواہشون
کا طالب ہوتا تو مین اُس کو جھڑکتا تھا اور ایک درہ سے دوسرے درہ مین داخل
ہوتا تھا۔ ایک روز یون ہی جا رہا تھا کہ ایک رقعہ پڑا ہوا پایا مین نے اٹھاکر پڑھا تو لکھا
تھا کہ بھوک اور نفسانی خواہشین قوی لوگون کے لیے نہین ہین یہ تو ناتوانون کیلیے
پیدا کی گئی ہین تاکہ اپنے پروردگار کی طاعت مین قوی ہون مین نے جب اُسکو
پڑھا دل سے خواہش نفسانی نکل گئی اور فرماتے تھے کہ مین خاردار درختون کے
پھل اور سوکھے پھل اور ترکاریان اور نہر دجلہ کے کنارون کے گھانسون کی پتیان کھایا کرتا تھا
فرمایا کہ ایک سال بغداد مین قحط واقع ہوا اور مین نہایت تنگی مین گرفتار رہا
یہان تک کہ کئی روز ہو گئے اور مجھے کچھ کھانے کو میسر نہوا بمشکل کبھی کچھ یا جو کا
پانی ملجاتا تھا ایک روز بھوک کی شدت سے بیتاب ہوکر دجلہ کے کنارے گیا

کہ وہاں کا ہو کی پتی یا کسی قسم کی گھانس کھانے کو ملجائے گی۔۔ مگر جس جگہ گیا دیکھا کہ مجھ سے پیشتر بہت سے لوگ پہونچکر اپنی بھوک کی آگ بجھانے مین مصروف ہین۔ جہان کوئی گھاس کھانے کی ملی۔ اور پھر کر دیکھتا ہون تو فقرا کی ایک جماعت وہان موجود ہے مین جھگڑا کرنا اور مزاحمت خلاف انسانیت سمجھ کر بغیر کچھ کھائے ہوئے پلٹ آیا اور مسجد یاسین مین داخل ہوا اس وقت بھوک کے مارے بیتاب ہو رہا تھا بدن قابو مین نرہا چکا چوند ہونے لگی کمر تھام کر مسجد کے دروازے پر بیٹھ گیا پھر سیڑھیون پر چڑھ کر صحن مسجد کے ایک گوشہ مین جا بیٹھا۔ اب موت قریب تھی۔ اتنے مین ایک عجمی جوان کباب روٹی لے کر مسجد مین آیا اور بیٹھ کر کھانے لگا جب وہ لقمہ اٹھاتا تھا مارے بھوک کے میرا منھ کھلنے کے قریب ہو جاتا تھا۔ مگر مین اس کو اپنے نفس کے خلاف برا سمجھتا تھا اور دل مین ٹھان لی کہ ہو گا وہی جو تقدیر مین ہے۔ مگر چھین کر یا ناجائز طور سے کھانا بہت برا ہے۔ اس عرصہ مین عجمی نے پھر کر مجھے دیکھا اور کہا بسم اللہ تشریف لائیے مین نے اپنے نفس کے خلاف انکار کیا تب اس نے مجھے قسم دی اس وقت میرے نفس نے اس دعوت کے قبول کرنے مین جلدی کی مین نے تھوڑا سا کھایا۔ وہ مجھ سے پوچھنے لگا کہ آپ کا کیا شغل ہے اور مکان کہان ہے اور کیا نام ہے مین نے کہا کہ مین علم دین حاصل کر رہا ہون گیلان میرا وطن ہے۔ اس نے کہا کہ مین بھی گیلان کا رہنے والا ہون۔ کیا آپ ایک جوان کو جانتے ہین۔ جس کا نام عبد القادر ہے۔ ابن عبد اللہ صومعی کے نواسی ہین اور اسی رشتہ سے لوگ ان کو زیادہ جانتے ہین۔ مین نے کہا کہ وہ مین ہی ہون یہ سنکر

اس کا رنگ فق اور چہرہ سرخ ہو گیا۔ اور کہا کہ اے بھائی مین بغداد آیا۔ اور میرے پاس کچھ روپیہ تھا جو آپ کے لیے مجھے سپرد کیا گیا تھا۔ مین نے آپ کا پتہ پوچھا مگر کسی نے نہ بتایا ادھر میرا خرچ تمام ہو گیا تین دن مجھ کو ہو گئے کہ کچھ نہ ملا جس سے مین اپنی غذا خریدا کرتا جب آج چوتھا دن ہوا تو مین نے دل مین سوچا کہ تین دن کے بعد شریعت نے مردار کو بھی حلال کیا ہے تب مین نے آپ کی امانت سے بقدر اس کباب و روٹی کی قیمت کے لے لیا اب بے تکلف نوش جان فرمایئے کہ آپ ہی کا ہے اور مین اب آپکا مہمان ہون اسکے پیشتر ظاہر مین میرا تھا اور آپ مہمان تھے۔ مین نے اس گفتگو کی شرح پوچھی تو کہا کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کے لیے مجھے آٹھ درم دیے تھے اور مین نے آج ہی خیانت کی ہے اور یہ بہت ہی بڑا قصور مجھ سے سرزد ہوا ہے جس کی نہایت شرمندگی سے مین معافی چاہتا ہون۔ مین نے اُس کی بہت دلداری کی اور تسکین دی۔ چند دینار نکال کر حوالہ کیے اور کہا کہ یہ زاد راہ میری طرف سے قبول فرمایئے وہ لے کر چلا گیا۔

علشی نے کہا کہ مجھ سے حضرت شیخ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ صحرا مین ایک جگہ بیٹھ کر فقہ کے سبق کو مین دُھرا رہا تھا اُس زمانے مین مجھے محتاجی کے سبب سے بہت تکلیف تھی، ایک کہنے والے نے کہا جس کا جسم نہین نظر آتا تھا" قرض لے۔ مین نے کہا کس برتے پر مین قرض لون مین تو فقیر ہون میرے پاس کچھ نہین ہے جس سے ادا کر سکون گا۔ آواز آئی کہ تو قرض لے ادا کرنا میرا ذمہ ہے۔ یہ سن کر مین ایک نانبائی کے پاس گیا اور کہا کہ بھائی مجھ سے ایک

معاملہ کروہ یہ کہ ایک روٹی اور کچھ شوربا روز مجھے دیا کر اس شرط سے کہ جب مجھے خدا کچھ دے مین قیمت ادا کرون اور اگر مر گیا تو مجھے معاف کر دینا یہ سُن کر وہ رو دیا اور کہا کہ اے حضرت مین آپ کا خادم ہون جو چیز مجھ سے چاہیے لیجایئے پھر مین ہر روز ایک روٹی اور شوربا لیجانے لگا اور ایک مدت ہوگیٔی کہ مجھ سے کچھ نہین ہو سکا کہ ادا کر سکون مفت کی روٹی کھایا کرتا تھا ناگاہ ایک آواز سُنی کہ کوئی کہتا ہے کہ فلان جگہ جا اور جو چیز تجھے بابو مین پڑی نظر آے اُس کو اُٹھا لے اور نانبائی کو دیدے۔ جب مین اُس جگہ گیا سونے کا ایک بڑا ٹکڑا پایا اُس کو لاکر نانبائی کو دے دیا۔

علی نے یہ بھی روایت کی ہے کہ مجھ سے حضرت شیخ نے فرمایا کہ طلبا کی جماعت کثیر بغداد مین علم دین حاصل کرنے مین مشغول تھی۔ جب کھیت کاٹنے کے دن ہوتے سب دیہات مین نکل جاتے اور کھیت کھیت مانگ کر غلہ جمع کرتے ایک دن اُن لوگون نے مجھ سے کہا کہ ہمارے ساتھ یعقوبا کو چل کہ غلہ مانگ لائین۔ اُس زمانے مین مین زیادہ عسرت مین تھا مین اُنکے ساتھ چل کھڑا ہوا اور یعقوبا مین ایک عابد رہتے تھے جنکو شریف یعقوبی کہتے تھے مین اُنکی زیارت کیلیے گیا۔ اُنھون نے فرمایا کہ طالبان حق یا صالحین آدمیون سے کچھ نہین مانگتے ہین۔ پھر مین کبھی اس قسم کی باتون کی طلب مین نہ نکلا۔ آپ فرماتے تھے کہ مین طلب علم مین مشغول تھا۔ اور عابد اور نیک مردون کی زیارت کیا کرتا تھا اس عرصہ مین میرے نفس نے بہت مجاہدہ کیا یہانتک کہ مجھپر ایک حالت طاری ہوئی رات دن صحرا مین گرد اُڑاتا پھرتا تھا۔ ایک

رات مجھ پر ایک سخت حالت طاری ہوئی اور بڑے زور سے نعرہ مار کر بیہوش ہو گیا ڈاکوؤن نے میری چیخ سنی اور خوف زدہ ہوئے وہ آواز کے نشان پر میرے سرہانے آکر کھڑے ہوئے اور مین بیہوش پڑا تھا انھون نے مجھے پہچانا اور کہا کہ یہ عبد القادر مجنون ہے۔ خدا اس کا کھلا نکرے ہمکو ڈرا دیا رات بھر بغداد کے گرد گھومتے رہے کہ کسی کو پائین اور اُس کا مال لوٹ لین۔

فرماتے تھے کہ ایکبار مجھے جنون ہو گیا اور مین شفاخانہ مین لایا گیا۔ اُس وقت مجھ پر ایک حالت طاری ہوئی لوگون نے سمجھا کہ مر گیا کفن اور غسال سب موجود ہو گئے غسل کے لیے۔ مجھے ایک تختہ پر لٹایا پھر وہ حالت جاتی رہی اور مین اٹھ بیٹھا فرماتے تھے کہ میرے جی مین آئی کہ بغداد مین بہت برائیان ہوتی ہین یہان سے کہین نکل چلنا چاہیے۔ اپنا قران مجید لیکر کندھے پر لٹکایا اور باب حلبہ سے ہو کر صحرا کی طرف نکل جانا چاہا جب باب مذکور پر پہونچا کسی نے کہا کہ کہان جاتا ہے اور مجھے زور سے ڈھکیل دیا کہ مین چت گر پڑا اور کہا کہ پلٹ جا کہ آدمیون کو تیری ذات سے فائدہ ہے مین نے کہا کہ آدمیون کا مجھ سے کیا فائدہ ہوگا۔ مین تو اپنے دین کی سلامتی چاہتا ہون اُس نے کہا کہ جا اپنی جگہ پر پھر جا تیرے دین کی سلامتی اسی مین ہے۔ کہنے والا مجھے نظر نہ آیا آواز سنائی دی تھی پھر اس کے بعد کتنی حالتین طاری ہوئین جنکا حل کرنا مشکل ہوا خدا سے مین نے دعا کی ایسا کوئی ملجائے جو ان مشکلون کو دور کرے دوسرے دن مظفریہ کی طرف میرا جانا ہوا ایک شخص نے اپنا دروازہ کھولا اور پکارا اے عبد القادر مین گیا اور دروازے پر کھڑا ہوا۔ اُس نے کہا کہ کل رات

تو نے کیا طلب کیا تھا۔ مین چپ ہو گیا میری سمجھ مین نہین آیا کہ کیا جواب دون وہ خفا ہوا اور اس زور سے دروازہ بند کر لیا کہ گرد اوڑ کر میرے منھ پر پڑی۔ جب کچھ دور نکل آیا تو وہ دعا مجھے یاد آئی اور میرے دل مین یہ بات ٹھہر گئی کہ وہ بیشک ولی ہے۔ اسکے بعد اُس مکان کی تلاش مین گیا مگر کہین نشان نہ ملا۔ یہ بزرگ بہت بڑے ولی تھے۔ شیخ حمادؒ۔ آپ کا نام پاک تھا ایک مدت کے بعد ان کو مین نے پہچانا اور صحبت اُنکی اختیار کی میری تمام سلوک کی مشکلین آپ نے رفع کین مین جب علم کے شغل سے دو چار روز حاضر نہو سکتا اور پھر جاتا تو فرماتے کہ بھائی ہمارے پاس کیون آئے تم تو فقیہہ ہو فقیہون کے پاس جاؤ مین خاموش رہتا۔

ایک بار جمعہ کے روز شیخ حمادؒ برآمد ہوئے تاکہ نماز جمعہ جامع اصافہ مین ادا کرین آپ کے پیچھے اپکے مریدین اور معتقدین کا بڑا گروہ تھا مین بھی ساتھ تھا ساتھ تھا اندنون جاڑا بڑی شدت کا پڑ رہا تھا جب مین نہر کے پل پر پہونچا مجھے آپ نے ڈھکیل دیا کہ مین پانی مین جا رہا مین نے کہا خوب جمعہ کا غسل ہوا مین صوف کا جبہ پہنے تھا اور آستین مین کتاب تھی آستین اُٹھالی کہ کتاب نہ بھیگ جاے وہ لوگ مجھے چھوڑ کر آگے بڑھ گئے مین پانی سے کانپتا ہوا نکلا اور آپ کے پیچھے ہو لیا اگرچہ سردی سے مجھے بہت تکلیف تھی۔ غرض شیخ حمادؒ مجھے بہت ستاتے تھے اور مارتے تھے طلب علم مین جب دو ایک روز حاضر ہونے کی نوبت نہ آتی اور پھر مین جاتا تو فرماتے کہ آج بہت روٹیان اور فالودہ آیا تھا ہم لوگون نے خوب کھایا تمھارے لیے کچھ نہین

چھوڑ اُنکے مرید بھی پیر کی دیکھا دیکھی مجھ پر منہ آنے لگے اور کہنے لگے کہ تم فقیہہ ہو ہمارے ہان کیون آیا کرتے ہو جب شیخ نے یہ دیکھا کہ یہ سب بھی بناتے ہین تو غیرت آئی اور کہا اے احمقو کیا چٹکیان لیتے ہو ایک بھی تم مین ایسا نہین ہین اسکا امتحان لیتا تھا دیکھا کہ ایک پہاڑ ہے جو جگہہ سے ٹل نہین سکتا۔

ایک مدت کے بعد ایک بزرگ ہمدان سے بغداد مین تشریف لائے جنکا نام نامی یوسف تھا لوگ اُنکو قطب کہتے تھے سرائے مین اقامت کی مین نے جب خبر سُنی تو وہان گیا اور دریافت کرنیسی معلوم ہوا کہ وہ تہ خانہ مین ہین مین تہ خانہ مین اُترا جب آپکی نظر مجھ پر پڑی اُٹھ کھڑے ہوے اور مجھے بٹھایا اور جو مشکلین راہ سلوک مین میرے سامنے تھین سب بیان فرما گئے پھر کہا اے عبدالقادر آدمیون کی جماعت مین تقریر کیا کر مین نے عرض کیا اے حضرت مین عجمی بے زبان شخص ہون فصحاے بغداد کے سامنے مین کیا تقریر کرون آپ نے کہا تو نے فقہ و اصول فقہ منطق و نحو و لغت و تفسیر سب پڑھی اور لوگون کے سامنے بول نہین سکتا۔ جا منبر پر چڑھ اور جماعت کثیر کے سامنے وعظ کہہ اسلیے مین تجھ مین ایک تخم دیکھتا ہون جو بہت بڑا درخت ہوگا۔

حضرت غوث پاک فرماتے تھے کہ خواب و بیداری مین امر و نہی کہا جاتا تھا مسعود حرنے کہا کہ حضرت شیخ فرماتے تھے کہ عراق کے صحرااور ویرانون مین تنہا مین پھرتا تھا نہ کوئی آدمی مجھے جانتا تھا نہ مین کسی آدمی کو مردان غیب اور اجنہ گروہ گروہ میرے پاس آتے تھے مگر استاد ان کی طرف دیکھنے سے مجھے بچاتا تھا۔ شیاطین عجیب عجیب صورتون مین ظاہر ہو کر مجھ سے جھگڑتے تھے

مگر خدا ہمیشہ اُن پر مجھے غلبہ و نصرت دیتا تھا نفس کئی صورتون مین ظاہر ہوا ابتدا مین جو مجاہدہ اپنے نفس کے لیے ٹھہرا لیتا تھا اسپر مداومت اور استقامت کرتا تھا۔

مین ایک سال تک سدرمق کھالیتا تھا اور پانی ایک قطرہ نہ پیتا اور ایک برس یون بسر کیا کہ پانی پی لیتا اور دانہ کچھ نہ کھاتا اور ایک سال تک نہ کچھ کھایا نہ پیا نہ سویا۔ نہایت سخت جاڑے کی رات مین ایوان کسرے کے کھنڈر مین مین سویا اور احتلام ہوگیا مین اسی وقت اُٹھا اور دریا مین غسل کیا ایسا کئی بار اتفاق ہوا۔

فصل

حضرت کی وسعت علم کے بیان مین

ابن جوزی نے مراۃ الزمان مین ذکر کیا ہے کہ بلاد عراق اور دوسری جگہون سے استفتے آپ کی خدمت مین آتے تھے وہ سوالات ایک شب بھی آپ کے پاس نہ رہتے۔ بلکہ پڑھنے کے بعد فوراً اُن کا جواب بے تامل تحریر فرماتے امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے مذہب پر آپ فتوے دیتے تھے علما کے سامنے جب وہ جواب پیش ہوتا تھا اتنا جلد جواب دینے سے وہ متعجب ہوتی اگر کوئی طالب آپکی جناب مین کوئی فن حاصل کرنے مین مشغول ہوتا اس فن مین وہ ماہر و کامل ہوجاتا یہانتک کہ اپنے اقران مین فائق اور استاد گنا جاتا۔

اکابر سے منقول ہے کہ حضرت شیخ تیرہ علموں میں درس دیتے تھے آپ اپنے مدرسہ
میں سبق تفسیر کا دیتے حدیث و فقہ و منطق و کلام ایک ایک سبق مقرر فرماتے تفسیر
و حدیث و فقہ و اصول فقہ و نحو کے سبق صبح و شام دونوں وقت ہوتے ظہر
کے بعد قرآن مجید کی قراتوں کا سبق روایات کے ساتھ ہوتا۔ حضرت عبدالرزاق
صاحبزادہ غوث الاقطاب فرماتے ہیں کہ ایکبار عجم کے کسی شہر میں ایک فتوی علمائے
بغداد کے سامنے پیش کیا گیا مگر کسی نے کچھ جواب نہ دیا وہ مسئلہ
یہ تھا کہ ایک شخص نے قسم کھائی کہ میں خدا کی عبادت آدمیوں سے بالکل جدا اور
کنارہ ہو کر کرونگا اگر ایسے وقت میری زوجہ میرے سامنے آئے تو اُس پر تین
طلاق ہیں حضرت والد ماجد نے دیکھتے ہی یہ جواب تحریر فرمایا کہ اُسکے طواف
کے وقت حرم خالی کر دیا جائے ایک ہفتہ تک برابر وہ تنہا طواف کرے اُسکی قسم
اُتر جائے گی۔ صاحب استفتا ایک شب بھی بغداد میں مقیم نہ رہا۔

حضرت عبداللہ سے روایت ہے کہ میرے باپ نے کہا کہ ۵۵۵ھ میں میں نے
خواب دیکھا کہ میں حضرت شیخ عبدالقادر کے مدرسہ میں ہوں اُس مدرسہ کی عمارت
عالیشان اور نہایت وسیع ہے حضرت کے دائیں بائیں بر و بحر کے مشائخ بیٹھے
ہیں اور حضرت صدر نشین ہیں اور آس پاس بہت آدمی گھیرے ہوئے ہیں بعض
شخص ایسے ہیں کہ اُنکے سر پر عمامہ ہے اور بعض کے عمامہ پر ایک طرہ ہے اور بعض
کے عمامہ پر دو اور حضرت کے عمامہ مبارک پر تین طرے ہیں۔

شیخ علی ہیتی سے روایت ہے کہ حضرت شیخ نے فرمایا کہ میں نے امام احمد حنبل
کی قبر کی زیارت کی تو آپ قبر سے نکلے اور مجھے سینے سے لگایا اور خلعت پہنایا اور کہا

یہ علم شریعت وحقیقت مین لوگ تمھارے محتاج ہو گئے۔ شیخ عمر بیان کرتے ہین کہ
ایک شب افسوس سے مین نے اجنہ کو بلایا انکے آنے مین تاخیر ہوئی تھوڑی دیر
کے بعد جب آئے۔ کہا شیخ کی مجلس کے روز ہمین بلانے کی تکلیف نہ دیا کرو مین نے
کہا کہ تم لوگ بھی وہان جاتے ہو کہا کہ ہم مین ایک جماعت حضرت کے ہاتھ
پر اسلام لائی ہے اور بہت لوگون نے برائیون سے توبہ کی ہے۔

فصل

بہجۃ الاسرار مین ہے کہ مولانا عبدالوہاب حضرت کے صاحبزادے
فرماتے ہین کہ حضرت والا ہفتہ مین تین بار وعظ فرماتے تھے جمعہ کی صبح اور
منگل کی رات کو مدرسہ مین اور اتوار کی صبح کو مکان پر انکی مجلس مین علماء
ومشائخ حاضر ہوتے تھے ۵۲۱ھ مین آپ نے عام لوگون مین وعظ کہنا شروع
فرمایا اور چالیس برس تک یون ہی برابر وعظ فرماتے رہے اور ۳۳ برس
تک تدریس اور فتوے کی کرسی پر مدرسہ مین نشست فرمائی مجلس اقدس مین
چارسو دواتین موجود رہتین جو کچھ آپ فرماتے طلبہ تحریر کرتے آپ کے سامنے
دو قاری خوش آوازی سے بغیر تغنی کے روایت کیساتھ قرات کرتے تھے
حضرت کے بیان کا یہ عالم ہوتا تھا کہ مجلس وعظ مین بہت لوگ مرجاتے
تھے۔ اکثر ایسا ہوا کہ لوگون کے سرون پر ہوا مین چند قدم طیران فرمایا پھر
اپنی جگہہ پر آکر متمکن ہوے۔
مولانا عبدالوہاب فرماتے ہین کہ مین نے بلاد عجم کا سفر کیا اور ہر حلیم دشمن

مین دستگاہ حاصل کرکے بعد دادا یا والد کے حضور مین عرض کیا کہ چاہتا ہون
حضرت کے سامنے عام مجلس مین وعظ کہون آپ نے اجازت دی مین منبر
پر گیا اور جہانتک ممکن ہوا علم و موعظت کی باتین بیان کین مگر نہ کسی کے دل
پر کچھ اثر ہوا نہ کسی کی آنکھ سے ایک آنسو نکلا۔ اور حضرت والد کے بیان کیلیے
اصرار کے ساتھ آواز بلند ہوئی مین منبر سے اُترا اور حضرت اُس پر تشریف
لیگئے۔ اور کہا کہ مین روزہ تھا میرے لیے یحیی کی ماں نے انڈے تلے اور
چھینکے پر رکھدیے بلی نے آکر اُسے گرا دیا اور وہ ٹوٹ گئے اتنا سُن کر اہل مجلس
ڈھاڑین مار مار کر رونے لگے جب آپ منبر سے اُترے تو مین نے پوچھا
کہ یہ آپ نے کیا فرمایا آپ نے فرمایا کہ صاحبزادے تمھین اپنے سفر پر ناز ہے
تم نے وہان تک سفر کیا ہے جو (انگلی سے اشارہ آسمان کی طرف کیا) پھر کہا اے
بیٹے! جب منبر پر چڑھا خدا نے میرے دل مین تجلی کی تب مین نے تقریر کی۔ اور اس کا
اثر جو کچھ ہوا تم نے دیکھا۔ مولانا عبد الوہاب کہتے ہین کہ آپ کے بعد مین منبر پر
جاتا اور علم کے نکات بیان کرتا حضرت والد سنتے تھے مگر کچھ بھی اثر نہ ہوتا جب حضرت
منبر پر تشریف لیجاتے اور کہتے۔ اے احمق! شجاعت ایک ساعت کا صبر ہے مجلس
مین کہرام مچ جاتا مین اس کا سبب پوچھتا تو آپ جواب دیتے کہ تم اپنی طرف سے بات
کہتے ہو اور مین غیر کی طرف سے۔

مجلس وعظ مین جب حضرت سے کوئی مسئلہ دریافت کرتا تو اکثر کہتے ذرا ٹھہر جاؤ
اُس امر مین کلام کی اجازت لیلون پھر آپ سر جھکاتے اُس وقت آپکی صورت سے
ہیبت و جلال اور تمکنت و وقار آشکار ہوتا تھا اس کے بعد اس مسئلہ پر جیسا خدا

کو منظور ہوتا آپ کلام فرماتے۔

آپ فرماتے عزت پروردگار کی قسم مین نے کبھی کلام نہ کیا جب تک مجھ سے کہا نہ گیا کلام کر اے عبد القادر مین تیرے ساتھ ہون ابو عمرو حریفی وعبد الحق حریمی رحمہما اللہ فرماتے تھے کہ ہمارے شیخ روتے اور فرماتے ای پروردگار اپنی جان تجھپر کیونکر نثار کرون جب دلیل سے ثابت ہی کہ وہ تیری ہی ہے اور حضرت اکثر یہ شعر پڑھا کرتے ے وما ینفع الاعراب ان لم یکن تقی ؛ وما ضر ذا التقوی لسان معجم ؛ شطنوفی نے ابو عبد اللہ بن ابو الفتح کے طریق سے روایت کی ہے کہ ابو عبد اللہ نے کہا کہ مین نے حضرت شیخ عبد القادر کی خدمت چالیس برس تک کی آپ نماز صبح عشا کے وضو سے پڑھتے تھے قبل طلوع فجر آپ برآمد ہوتے تھے حضرت کے کمرے مین مجھے شب کو رہنے کا اتفاق ہوا۔ رات کے پہلے حصہ مین تھوڑی دیر تک نماز پڑھتے پھر ثلث اول تک ذکر فرماتے اور ہوا مین طیران فرماتے یہانتک کہ میری نظر سے غائب ہوجاتے۔ اسکے بعد کھڑے ہوکر نماز پڑھتے اور دیر تک سجدے مین رہتے پھر مراقبہ مین قبلہ رو بیٹھتے ایسا نور آپ پر برستا تھا کہ آنکھون مین چکا چوندہ ہونے لگتی تھی حضرت فرماتے تھے کہ مین نے سارے اعمال مین کھانا کھلانے سے بہتر کسی عمل کو نہ پایا۔ اگر دنیا میرے ہاتھون مین ہوتی تو بھوکون کے کھلانے پر کسی چیز کو ترجیح نہ دیتا اپنے غلام مظفر کو حکم دیتے کہ روٹیون کا خوان لے اور طعام شب زیادہ کرے۔

آپ فرماتے تھے مین چاہتا ہون کہ بیابان وصحرا مین چلا جاؤن جیسی حالت ابتدا مین تھی۔ کہ نہ مین خلق کو دیکھون نہ خلق مجھکو۔ مگر خدا نے یہان میرے رہنے کو خلق کے فائدے کا سبب کا ٹھہرایا ہے۔ ارشاد فرماتے تھے کہ پانچ سو سے زیادہ یہود ونصاری

میرے ہاتھون پر مسلمان ہوے۔ اور ایک لاکھ سے زیادہ چورون ڈاکوون ٹھگون نے میرے ہاتھ پر توبہ کی اور یہ خیر کر

جب حضور کے متوسلین مین کوئی لڑکا تولد ہوتا اُس کو اپنے ہاتھون پر آپ اُٹھاتے اور فرماتے کہ یہ مرنے والا ہے۔ پس اُس کی محبت مفرط اپنے دل سے نکال دیتے۔ پھر اگر قضاے الہی سے وہ مرجاتا۔ تو اُسکی موت سے کچھ رنج کا اثر آپ مین نہ پایا جاتا۔

یہ دیکھا گیا کہ جس وقت آپ وعظ فرماتے ہوتے اور کسی لڑکے کی وفات کی خبر ملتی آپ اُس کی تجہیز کا حکم دیتے اور وعظ بند نہ فرماتے اکثر ایسا ہوا کہ غسّال میّت کو غسل دے رہا ہے اور آپ وعظ فرما رہے ہین جب غسل وکفن سے فراغت ہوئی جنازہ حاضر کرتے آپ منبر سے اُتر کر نماز جنازہ پڑھتے اور دفن کرکے پھر وعظ بیان فرماتے۔

عمر کیماتی نے بیان کیا ہے کہ حضرت کی کوئی مجلس وعظ خالی نہ جاتی تھی جس مین یہود و نصارے اسلام نہ قبول کرتے ہون۔ اور مسلمان گروہ کے ڈاکو اور کبائر کے مرتکب اور

مبتدع توبہ نہ کرتے ہون۔

ایک عابد نصرانی محفل فیض منزل مین حاضر ہوا اور اسلام لایا۔ لوگون نے اسلام لانے کا سبب اُس سے پوچھا اُس نے بیان کیا کہ مین یمن کا رہنے والا ہون۔ میرے دل مین اسلام کی خوبیان جم گئین۔ مین نے پکّا ارادہ کیا کہ مین مسلمان ضرور ہونگا۔ لیکن ایسے شخص کے ہاتھہ پر جو میری دانست مین تمام اہل یمن سے بہتر ہوگا مین اسی سوچ مین بیٹھا تھا کہ مجھے نیند آگئی خواب مین حضرت مسیح بن مریم کو دیکھا کہ مجھ سے فرماتے ہین۔ کہ اے سنان بغداد جا اور شیخ عبد القادر کے ہاتھون پر اسلام قبول کر وہ اس وقت تمام روے زمین کے لوگون سے بہتر ہین۔

روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ تیرہ عیسائی آپ کی مجلس مین حاضر ہوکر مشرف باسلام ہوے اور بیان کیا کہ ہم سب عرب کے نصارا ہین۔ ہم نے اسلام لانے کا ارادہ کیا۔ مگر کسی مسلمان پر اتفاق نہوتا تھا جس کے ہاتھہ پر اسلام لائین کہ ایک آواز غیب سنائی دی (آواز دینے والا

نظر نہ آیا) کہ اے کامیابی کی جستجو کرنے والو!
بغداد جاؤ اور شیخ عبد القادر کے ہاتھ
پر ایمان لاؤ وہ تمھارے دلون مین اپنی برکت
سے نور ایمان بھر دے گا۔ کسی دوسری جگہ
روے زمین پر ایسا شخص نہ ملے گا۔

ابوالفرح بن حمامی نے کہا کہ مین حضرت
شیخ عبد القادر کی کرامتین اکثر سنا کرتا۔ مگر
اُس کے وقوع کو ہمیشہ عقل کے خلاف
سمجھتا۔ اور انکار کرتا۔ شہرۂ کرامات سن کر
مجھے ان کی کرامات کا کچھ شوق پیدا ہوا
اتفاق سے ایک روز ایک ضرورت سے
باب ازج کو گیا پلٹتے ہوے شیخ کا مدرسہ
راہ مین پڑا موذن نماز عصر کی اقامت کر رہا تھا
اقامت سن کر دل مین آیا کہ نماز پڑھ لون۔ اور
شیخ کو بھی سلام کر لون یہ خیال جاتا رہا کہ مین
بے وضو ہون۔ حضرت شیخ نے نماز عصر پڑھائی
جب نماز و دعا سے فارغ ہوے میری طرف
متوجہ ہوے اور کہا کیون آیا۔ اگر کوئی حاجت
لے کر آتا۔ البتہ مین تیری حاجت پوری کرتا مگر

تجھ مین بہت غفلت ہے کہ تو نے نماز بے وضو پڑھی - میرے اوسان خطا ہوئے کہ میرے پوشیدہ حال کو آپ نے کیونکر جانا جس کو مین خود نہ جانتا تھا - اُسی وقت سے آپ کی صحبت اختیار کی اور خدمت مین بجیال برکت ہمیشہ حاضر رہنے لگا -

فصل

اُن حالات کے بیان مین جن کو شیخ شطنوفی نے اپنی بعض کتابون مین لکھا ہے اور سب نے اُس کو تسلیم کیا ہے

اولیاے کبار کے جم غفیر نے حضرت کے ظہور کے پیشتر کہا ہے کہ تھوڑے زمانہ مین ایک بزرگ شیخ عبد القادر نام پیدا ہونگے اور کہینگے " قدمی ہٰذہ علی رقبۃ کل ولی " اس کو کسی بزرگ نے آپ کی پیدائش کے پیشتر کہا اور کسی نے آپ کی ولادت کے تھوڑے روز بعد اور کسی نے اس سے پہلے کہ آپ ولایت کے درجہ پر فائز ہون اور بعض آپ کی شہرت کے پیشتر اور بعض نے حضرت کے کہنے سے قبل اس امر کی خبر دی -

جہانتک روایتین موجود ہین انہین سب سے پیشتر شیخ ابوبکر بن ہوار البطائحی

نے اولیاء اللہ کے ذکر مین فرمایا کہ عراق مین ایک عجمی شخص جلد ظاہر ہوگا جس کا
مرتبہ خدا کے نزدیک بہت بڑا ہے اُنکا نام عبدالقادر اور مسکن بغداد ہوگا۔ وہ
کہینگے "قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی۔ شیخ عبداللہ بن علی بن موسیٰ رحمہم اللہ تعالیٰ سے
روایت کی گئی ہے کہ آپ نے ۵۶۲ھ مین فرمایا کہ مجھے خبر دیگئی ہے کہ ملک عجم مین
ایک لڑکا جلد پیدا ہوگا جو کرامات مین قدرت الٰہی کا مظہر کامل ہوگا۔ اور خلق کے نزدیک
مقبول اور محبوب ہوگا کہیگا۔ قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ تعالیٰ۔ شیخ عثمان بن
نصر بن منصور نے روایت کی ہے کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ جوانی کے زمانہ مین
تاج العارفین حضرت شیخ ابوالوفا کی زیارت کے لیے تشریف لائے تھے حضرت
تاج العارفین جب آپ کو دیکھتے کھڑے ہو جاتے اور حاضرین سے کہتے کھڑے ہوجاؤ
ولی اللہ کیلیے اور اکثر چند قدم چلکر استقبال کرتے۔ کئی بار ایسا اتفاق ہوا تو لوگون نے
اس تعظیم کا سبب حضرت سے دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ ایک وقت مین خاص
و عام اس جوان کے محتاج ہونگے اور مین گویا سرعام بغداد مین اُس کو کہتے ہوئے
دیکھتا ہون۔ "قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ۔ شطنوفی موسے بن ماہین زولی
کے طریق سے روایت کرتے ہین کہ ہمارے شیخ عقیل منبجی سے کسی نے قطب کی بارہ
مین سوال کیا آپ نے فرمایا اس وقت وہ ایک شہر مین پوشیدہ ہے اسکو
بجز اولیا کے اور کوئی نہین جانتا۔ جلد ادھر (عراق کی طرف اشارہ کیا)
ایک عجمی شریف جوان ظاہر ہوگا۔ بغداد مین عام طور سے وعظ کہیگا خاص و
عام اس کی کرامتین دیکھینگے وہ کہیگا قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی۔ وہی
قطب ہے۔

قلیس بن یونس کہتے ہین کہ ہم شیخ علی بن وہب رح کی خدمت مین گئے اسوقت اور بہت سے فقرا ملاقات کو آگئے اُن سے شیخ علیؒ نے پوچھا کہ آپ لوگون کا وطن کہان ہے انھون نے کہا گیلان مین آپنے فرمایا کہ خدا تعالی نے ایک مرد کے وجود سے عالم کو روشن کیا ہے جس کا نام عبدالقادر ہوگا۔ اور وہ بغداد مین رہے گا۔ قدمی ہٰذہ علی رقبۃ کل ولی۔ حضرت نجیب سہروردی بیان فرماتے ہین کہ مین شیخ حماد دباس کی خدمت مین حاضر تھا مین نے اپنے کانون سے سنا کہ انھون نے فرمایا اس عجمی کا قدم وقت معین پر ہر ولی کی گردن پر ہوگا۔ اسکے بعد چالیس شیوخ سے روایت کی ہے کہ انھون نے بھی ایسا ہی کہا۔

شیخ نورالدین شطنوفی نے کہا کہ ۶۶۶ھ مین ہمکو یعقوب بن بدران بن منصور نے قاہرہ مین خبر دی کہ مین ۵۹۲ھ مین بغداد گیا اور نصر بن عبدالرزاق بن حضرت شیخ کی زیارت کو حاضر ہوا وہان حضرت موصوف سے لوگون نے آپکے دادا کے قول قدمی ہٰذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کی صداقت پوچھی۔ فرمایا کہ مین نے اپنے والد اور اپنے چچاؤن سے مختلف وقتون مین سُنا کہ فرماتے تھے کہ حضرت والد کی مجلس مین ہم حاضر تھے اور مشایخ عراق پچاس سے زائد موجود تھے جس وقت حضرت نے قدمی ہٰذہ علی رقبۃ کل ولی فرمایا سب نے اپنی گردنین جھکا لین اور حقیقی نے حضرت شیخ کا قدم مبارک اٹھا کر اپنی گردن پر رکھا۔ اسکے بعد مختلف ملکون کے مشایخ کی خبر لی۔ وجو اُس مجلس مین حاضر تھے کہ سب نے اپنی گردنین جھکا لین اور کسی کے انکار کی خبر نہین آئی۔ شطنوفی نے بعض مشایخ سے نقل کی ہے کہ جس وقت حضرت شیخ نے یہ جملہ کہا فرشتون نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا۔ حضرت ابو سعید قیلوی سے روایت ہے کہ یہ جملہ حضرت نے اسوقت

کہا جب خداوند تعالیٰ نے آپ کے دلکو روشن فرمایا اور فرشتوں کے ذریعہ سے پیغمبر خدا کے حضور سے خلعت آپ کے لیے آیا اولیاے کبار کی محفل مین آپ نے اسکو پہنا جو زندہ اولیا تھے وہ جسمانی حالت سے اُس محفل نورانی مین حاضر تھے اور وفات یافتہ روحانی حالت سے۔ ملائکہ و مردان غیب صف در صف ہوا مین اُسوقت استادہ تھے کہ انکی نظر نہین آتا تھا روے زمین پر کوئی ولی نہ تھا جس نے اُس وقت گردن نہ جھکائی ہو اسکے بعد شطنوفی نے عدی بن سافر و شیخ احمد رفاعی سے روایت کی ہے کہ انھون نے بیان کیا کہ حضرت شیخ کی زبان مبارک سے جسوقت یہ کلمہ نکلا تین سو ستر ولیون نے ایک دن مین گردن تسلیم خم کی۔ پھر شیخ لولوے ارمنی نے اسکی تفصیل نقل کی ہے کہ سترہ اولیا حرمین محترمین مین اور ایک سو چھ عراق مین اور چار عجم مین اور تیس شام مین اور بیس مصر مین اور سترہ مغرب مین اور تیئیس یمن مین اور گیارہ حبش مین اور دس سد یاجوج و ماجوج مین سینتالیس بحر محیط کے جزیرون مین اور چوبیس سراندیپ اور سات قاف مین۔ ان سب نے اسوقت اپنی گردنین جھکالین۔ ابوسعد بن ابی عصرون سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا جسوقت جوانی مین بغداد مین طلب علم مین مصروف تھا ابن السقا مدرسہ نظامیہ مین میرا رفیق تھا ایک روز ہم دونون ایک بزرگ کے پاس گئے جنکو اہل زمانہ غوث کہتے تھے ابن سقا نے اُن سے ایک مشکل مسئلہ پوچھا وہ غضبناک ہوکر اسکی طرف متوجہ ہوے اور کہا مین دیکھتا ہون کہ تجھ مین کفر کی آگ بھڑک رہی ہے اسکے بعد میری طرف متوجہ ہوے اور کہا دنیا کا میلان تیری طرف حد سے زیادہ ہوگا۔ پھر کہا اے عبدالقادر گویا مین تجھے بغداد مین دیکھ رہا ہون کہ سر منبر ایک جماعت مین تو وعظ کہہ رہا ہے

اور کہتا ہے۔ قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ۔

اپنی سند سے شطنوفی نے لکھا ہے کہ بہت اولیا کے روبرو آپ نے اس جملہ کو کہا شیخ علی ہیتی یہ سن کر منبر کیطرف بڑھے اور حضرت شیخ کا قدم لیکر اپنی گردن پر رکھا۔ اسکے بعد ایک خاص سند سے شیخ عبدالرحیم خواہرزادہ احمد رفاعی سے روایت کی ہے کہ انھون نے کہا کہ جس زمانہ مین بغداد آیا حضرت کی مجلس مین حاضر ہوا جس وقت مین نے حضرت کی حالت اور فراغ قلب اور جمعیت او قلب کو بالکل خالی از غیر دیکھا میرے ہوش جاتے رہے ام عبیدہ کے گھر لوٹ آیا اور اپنے ماموں سے یہ حال بیان کیا انھون نے فرمایا کہ اے فرزند شیخ عبدالقادر کی سی طاقت بھلا کس مین ہے جبکہ وہ ایسے بلند درجہ پر مین جہانتک رسائی غیر ممکن ہے۔ سالم بن احمد حنطاب سے روایت ہے کہ خادم شیخ نے بیان کیا کہ ایکبار حضرت نے وعظ بیان کرنیکی حالت مین ہوا مین طیران فرمایا اور کہا اے اسرائیلی ٹھہر جا محمدی کا کلام سن پھر آپ ہوا سے نیچے آئے لوگون نے حضرت سے اس کا سبب دریافت کیا تو کہا کہ خضر میری مجلس کی راہ سے عاجلانہ جا رہے تھے۔

شیخ عدی بن سافر کی سند سے روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت وعظ بیان فرماتے تھے کہ مینہ برسنے لگا اکثر اہل مجلس پراگندہ ہو گئے آپ نے سر اٹھایا اور کہا مین جمع کرتا ہون تو پریشان کرتا ہے اسی وقت پانی تھم گیا۔ ایکبار دجلہ مین اس زور سے سیلاب آیا کہ بغداد قریب تھا کہ غرق ہو جائے۔ لوگ حضرت کی خدمت مین فریاد لائے۔ آپ دجلہ کے کنارے تشریف لائے اور ایک جگہہ اپنا عصا گاڑ دیا اور کہا بس یہین تک اسی وقت پانی گھٹ گیا۔ ابوبکر بن محمد طحان سے روایت ہے کہ حضرت شیخ ایک کھلے مقام پر وعظ فرما رہے تھے کہ بارش ہونے لگی آپ نے فرمایا کہ مین جمع کرتا ہون اور تو پراگندہ کرتی ہے اسی وقت

بارش رک گئی۔ حضرت نصر رحمۃ اللہ تعالیٰ روایت فرماتے ہین کہ میری والدہ شیخ
عبد الرزاق (حضرت کی صاحبزادی) فرماتی تھی کہ ایک روز حضرت والد ماجد نماز جمعہ کیلئے
برآمد ہوئے اور مین اپنے دونون بھائی عبد الوہاب اور عیسیٰ کیساتھ ہمراہ تھا۔ ایک
کوچہ مین گزر ہوا جس راہ سے تین جانورون پر بادشاہی شراب لدی ہوئی جارہی تھی۔
پولیس کے آدمی ساتھ تھے شراب کی بدبو پھیلی حضرت نے اُنسے کہا کہ ذرا ٹھہر جاؤ وہ لوگ
جلد جانورون کو ہانکنے لگے آپ نے جانورون سے خطاب کیا کہ کھڑے ہو جاؤ وہ کھڑے ہو گئے
اب کتنا ہی مارتے ہین وہ جگہ سے نہین ہلتے۔ ان آدمیون کے پیٹ مین شدت کا
درد شروع ہوا کہ چیخنے لگے مجبور ہو کر حضرت کے قدمون پر گر پڑے اور اپنی بے ادبی سے توبہ
کی وہ درد جاتا رہا اور ساری شراب سرکہ ہو گئی اور جانور چلنے لگے اور آواز تسبیح و تحمید
بلند ہوئی یہ خبر بادشاہ کو ہوئی تو رویا اور بادہ نوشی سے توبہ کی اور حضرت کی زیارت
سے مشرف ہوا۔ منصور بن مبارک واسطی نے کہا ہے کہ جوانی کے زمانہ مین حضرت
شیخ عبد القادر کی خدمت بابرکت مین گیا اور میرے پاس فلسفہ کی ایک کتاب تھی
میری کتاب دیکھنے کی بیشتر آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اے منصور تیری کتاب تیری بُری رفیق ہے
اُٹھو اسکو دھو ڈال مین نے ارادہ کیا کہ جا کر گھر رکھ آؤن پھر اسکو یہان نہ لاونگا۔ میرا نفس
اُسکے دھونے پر راضی نہوا مین نے اس کتاب کو کچھ یاد بھی کیا تھا اس خیال سے مین اُٹھا
میری طرف حضرت نے دیکھا حال یہ ہو گیا کہ مجھ سے اُٹھا نہین جاتا تھا آپ نے فرمایا مجھے اپنی
کتاب دے مین کتاب کھولکر جو دیکھتا ہون تو بالکل کاغذ سفید ہے ایک حرف لکھا ہوا نظر
نہین آتا مین نے حضرت کے ہاتھ مین وہ کتاب دیدی آپ نے کہا یہ تو قرآن مجید کے
فضائل کی کتاب ہے اور مجھے واپس کر دی اب جو دیکھتا ہون تو فی الواقع نہایت

خوش خط فضائل قرآنی کی کتاب ہے۔ مجھ سے حضرت نے فرمایا کہ اُس بات سے توبہ کر جو تیری زبان پر ہو اور دل میں نہ ہو میں اٹھا جو کچھ اس کتاب سے یاد کیا تھا سب ایسا دھل گیا کہ گویا کبھی یاد ہی نہیں تھا۔

قطب یونینی نے مختصر المراۃ میں شیخ ابو سعید قیلوی رح سے روایت کی ہے کہ فرمایا کہ میں نے حضرت کی مجلس عالی میں انبیا علیہم السلام کو ایکبار سے زیادہ دیکھا پیغمبروں کی مبارک روحوں کو آسمان و زمین کے درمیان پھرتے ہوئے دیکھا جس طرح فضائے کائنات میں ہوا چلتی ہے۔ مردان غیب کو دیکھا کہ در مجلس عالی میں حاضر ہوتے تھے خضر اکثر حاضری دیتے تھے میں نے سبب پوچھا تو کہا جسکو فلاح حاصل کرنا ہو حضرت کی ملازمت اختیار کرے۔ محمدؒ بن ابو الفتح ہروی سے نقل ہے کہ فرمایا کہ ایک روز حضرت شیخ کی مجلس عالی میں حاضر ہوا اثنائے تکلم میں آپ کو استغراق ہوا اور کہا اگر خدا چاہے تو ایک سبز خوبصورت طائر یہاں بھیجدے کہ میرا کلام سنتی۔ ابھی آپ کی بات پوری نہوئی تھی کہ ایک سبز طائر ظاہر ہوا اور آپکی آستین میں سما گیا۔

ایک روز حضرت وعظ بیان فرما رہے تھے بعض حاضرین کو متوجہ نہ پایا فرمایا اگر خدا چاہے سبز طیور میرا کلام سُننے کو بھیجدے اسی وقت سبز چڑیوں سے مجلس بھرگئی جو لوگ حاضر تھے سب نے دیکھا۔ ابو محمد داؤد بغدادی روایت کرتے ہیں کہ ۵۶۱ھ میں شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کو میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ لوگوں کے حالات اُن کے حضور میں جاتے تھے اور آپ جناب باری میں پیش کرتے تھے۔ میری طرف مخاطب ہوکر فرمایا اے داؤد اپنا حال بیان کر کہ میں حضرت الٰہی میں عرض کروں میں نے کہا کیا میرے شیخ کو معزول کر دیا ہے۔ آپ نے کہا نہیں

واللہ نہ اسکو معزول کیا نہ کرینگے جب بیدار ہوا صبح کو حضرت شیخ کے مدرسہ میں آیا اور دولت سرا کے دروازہ پر بیٹھا کہ جب آپ برآمد ہوں تو حالت خواب بیان کردوں قبل اس سے کہ میں آپ کو دیکھوں اور شرف ہمکلامی حاصل ہو آپ نے مکان کے اندر سے بلند آواز سے پکار کر کہا اے داؤد تیرے شیخ کو نہ معزول کیا نہ کرینگے اپنا حال لا جناب باری میں عرض کروں۔ ابوالخیر کرام بن شیخ مطر باذرانی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوالوفا قدس سرہ سے عرض کیا کہ مجھے وصیت فرمائیے کہ آپکے بعد کسکی اقتدا کروں فرمایا کہ شیخ عبدالقادر کی۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر یہی سوال کیا آپ نے فرمایا اے فرزند! ایک زمانہ آئیگا جس میں سوائے شیخ عبدالقادر کے دوسرے کی پیروی نکیجائیگی جب میں بغداد آیا حضرت شیخ کی مجلس مبارک میں حاضر ہوا جس میں بقا اور ابوسعید قیلوی اور علی بن ہیتی اور اُنکے سوا بڑے بڑے مشائخ کرام حاضر تھے میں نے آپ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں تمھارے ایسے ویسے واعظوں کے مثل نہیں ہوں میرا کلام اُن مردوں کے واسطے ہے جو ہوا میں ہیں سر اُٹھاکر جو دیکھتا ہوں تو نور کے آدمی نور کی گھوڑوں پر سوار میری نظر اور آسمان کے درمیان حائل ہیں اور سر جھکائے ہوئے ہیں بعض رو رہے ہیں بعض کانپتے ہیں بعض کے لباس سے آگ نکل رہی ہے۔ یہ دیکھکر میرے ہوش پران ہوے اس کے بعد صفیں چیرتا ہوا میں ممبر کی طرف بڑھا جب قریب پہونچا۔ آپ نے میرے کان پکڑے اور فرمایا اے کرام! اپنے باپ کی پہلی بار کی وصیت پر تو نے اکتفا نہ کی۔ میں ہیبت کے مارے سر جھکائے رہا۔

مفرح بن نبہان بن برکات شیبانی بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت کے کمالات کا شہرہ دور دور پہونچا بغداد کے بڑے اور اجل فقیہوں میں سے سو فقیہا جمع ہو سکے ہر ایک

فقیہہ ایک سوال ہر علم کا آپ کے حضور میں کرے تاکہ آپ کو سر مجلس بند کر دیں اس نحو سے حضرت کی مجلس وعظ میں حاضر ہوئے۔ اُس روز میں بھی حاضر تھا جب وہ مجلس وعظ میں اسی خیال سے آئے اور ہمہ تن وعظ میں بیٹھے حضرت شیخ نے اپنا سر جھکایا اُس وقت آپ کے سینہ فیض گنجینہ سے ایک برق نکلی جس کو حاضرین میں سے اہل بصر نے دیکھا اور اُن سو فقہا کی طرف بڑھی اب جس پر وہ بجلی گرتی ہے تڑپنے لگتا ہے ایک بار انھوں نے چیخ ماری عمامے پھینکدیے جیب پھاڑ ڈالی اور منبر کے پاس جاکر اپنے سروں کو حضرت کے پاؤں پر رکھدیا۔ اہل مجلس پر وہ حالت طاری ہوئی کہ اُنکے نعروں سے معلوم ہوتا تھا کہ سارا بغداد ہل اُٹھا حضرت شیخ نے ہر ایک کو سینہ سے لگایا تب سکون ہوا پھر ہر ایک سے خطاب کر کے کہا کہ تمھارا سوال یہ ہے اُس کا جواب یوں ہے اسی طرح ہر ایک کا سوال وجواب بیان فرما گئے جب مجلس ختم ہوئی۔ میں اُن فقیہوں کے پاس گیا اور حال پوچھا انھوں نے کہا کہ جب ہم لوگ بیٹھے سارا علم فراموش ہو گیا پھر جس وقت حضرت نے سینہ سے لگایا اس وقت علم مسلوب بدستور حافظہ میں آگیا۔ ہمارے کل سوال صحیح صحیح بیان فرمائے اور اُسکے جواب ایسے ایسے دیے کہ ہمارے فرشتوں کے خواب وخیال میں بھی نہ گزرے تھے۔

حامد حرانی نے کہا کہ مدرسہ بغداد میں حضرت شیخ کے حضور حاضر ہوا آپ کے قریب مصلے پر بیٹھ گیا۔ میری طرف آپ نے دیکھا اور کہا اے حامد حرانی چاہیے کہ تو بادشاہ کے فرش پر بیٹھے جب حران آیا سلطان نورالدین نے مجھے اپنا ندیم بنایا اور اپنے فرش پر بٹھایا اور اوقاف کا مالک بنایا تب مجھے حضرت شیخ کا فرمان یاد آیا۔

ایک روز حضرت قدرت الٰہی کا بیان فرما رہے تھے حاضرین پر ہیبت وخشوع

طاری تھا اس وقت مجلس میں ایک عجیب الخلقت طائر نظر آیا جس نے اکثر لوگوں کو حضرت
کے کلام سننے سے اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ آپ نے فرمایا کہ قسم ہے عزت پروردگار کی اگر اس
چڑیا کو کہدوں کہ مرجا تو ابھی مرجائے۔ ابھی آپکی بات پوری نہوئی تھی کہ چڑیا مجلس میں مر کر
گر گئی۔ محدث ابو الفضل احمد بن صالح بن شافع جیلی روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت
شیخ کیساتھ مدرسہ نظامیہ میں بیٹھا تھا اور فقہا و فقرا مجتمع تھے۔ حضرت مسئلہ قضا و قدر
کو بیان فرما رہے تھے کہ چھت سے ایک بہت بڑا سانپ گرا سب حاضرین گھبرا کر
تتر بتر ہو گئے آپ اُسی طرح بیٹھے رہے۔ سانپ آپ کے کپڑوں میں گھسا اور آپ کے بدن پر
پھرا اور گریبان سے نکلکر گردن میں لپٹا آپ اُسی طرح کلام فرماتے رہے اور صورت میں
ذرا بھی تغیر ظاہر نہوا پھر وہ زمین پر اُترا اور وہیں نکلکر حضرت کے سامنے کھڑا ہوا اور
کچھ بولا جسکو ہم نہیں سمجھے جب وہ چلا گیا تو لوگ پھر جمع ہوئے اور پوچھا کہ وہ
کیا کہتا تھا فرمایا کہ مجھ سے اُس نے کہا کہ میں نے بہت اولیا کو آزمایا مگر تجھ سا ثبات
اور استقلال کسی میں نہ دیکھا میں نے اُس سے کہا کہ تو اسوقت میری سامنے گرا جسوقت
میں قضا و قدر کا بیان کر رہا تھا میں تجھ سے کیا خوف کرتا جب تجھے میں ایک کیڑا سمجھتا
ہوں جسکی حرکت و سکون قضا و قدر کے اختیار میں ہے تو خیال کر کہ میرے قول و فعل میں
کیونکر اختلاف ہوتا۔ حضرت شیخ عبد الرزاق رح سے منقول ہے کہ حضرت والد ماجد فرماتے
تھے کہ میں جامع منصور میں نماز پڑھ رہا تھا کہ کسی چیز کی زمین پر چلنے کی سرسراہٹ سنی
اتنے میں ایک اژدہا میرے سامنے سجدہ گاہ پر منہ کھولکر بیٹھا جب میں سجدہ کو جھکا ہاتھ سے
اُس کو ہٹا دیا اور سجدہ کیا جب تشہد کیلیے بیٹھا میری ران پر چڑھا اور پھر میری گردن
میں جا لپٹا جب سلام پھیرا اُسکو نہیں دیکھا۔ دوسرے روز احاطہ مسجد کے ایک ویران جگہ

مین داخل ہوا ایک شخص نظر آیا جس کی آنکھیں طول مین پھٹی ہوئی تھیں مین سمجھا کوئی جن ہے تب اُس نے ہم سے کہا کہ مین ہی وہ اژدہا ہون جسکو تو نے کل کی رات دیکھا تھا مین نے بہت اولیا آزمائے آپ کیطرح کوئی ثابت قدم اور مستقل نرہا کسی کا ظاہر و باطن دونون پریشان ہوگیا اور بعض کا صرف ظاہر پریشان ہوا اور قلب ساکن رہا بعض اگرچہ ظاہر مین مضطرب ہوے مگر باطن اُنکا مطمئن رہا۔ مگر آپ ظاہر و باطن دونون مین ساکن اور مراقب الی اللہ رہے پھر اُس نے مجھ سے اپنی توبہ کی درخواست کی اور میرے ہاتھ پر مسلمان ہوا۔

تیسرا باب

اُن بزرگون کا ذکر جن سے حضرت نے حدیث و فقہ و ادب حاصل کیا

حدیث آپ نے سُنی اور روایت کی ابوغالب محمدؒ بن حسن باقلانی اور ابوبکر احمد بن مظفر اور ابن الثمار اور ابوالقاسم علی بن احمدؒ بیان اور ابومحمدؒ جعفر ابن احمدؒ سراج اور ابوسعید محمدؒ بن عبدالملک بن خشیش اور حافظ ابوالغنائم محمدؒ بن علی نرسی الملقب بہ اُبی اور ابوطالب عبدالقادر بن محمدؒ بن ابویوسف اور ابوعثمان اسمعیل ابن ملا اور ابوالبرکات ہبۃ اللہ بن محمدؒ اور ابوالحسین عبدالحق ابن عبدالخالق بن یوسف اور ابوالعز محمدؒ بن ابی بکر رحمۃ اللہ علیہم سے۔

فقہ کا حضرت نے اکتساب کیا قاضی ابوسعید مبارک بن علی مخزومی اور علی بن

خطاب کلوذانی اور ابو الوفا علی بن عقیل اور ابو الحسن بن فرا رحمہم اللہ سے
ادب حاصل فرمایا ابو زکریا تبریزی سے اور شیخ احمد دباس زاہد سے ادب
اور سلوک دونون حاصل کیے۔ اور شیخ یوسف بن ایوب زاہد سے بھی اُنکی آخر عمر مین
جب وہ بغداد آئے ادب حاصل کیا اور تاج العارفین شیخ ابو الوفا رحمۃ اللہ علیہ
سے۔ آپ سے روایت کی آپکی اولاد عبد الوہاب و عبد الرزاق و موسیٰ نے
اور حفاظ مین ابو اسعد سمعانی و عمر بن علی قرشی اور عبد الغنی بن عبد الواحد ابن علی
بن سرور اور شیخ موفق عبد اللہ بن احمد بن قدامہ اور شیخ علی بن ادریس یعقوبی اور ابو ہریرہ
بن الوسطانی اور اکمل بن مسعود اور یحیی بن سعد اللہ تکریتی اور احمد بن مطیع
باجرائی نے۔ ان کے علاوہ اور بہت لوگوں نے سب سے آخر مین عبد اللطیف
بن محمد بن علی قبیطی نے حضرت سے سماع کیا اور سب سے آخر مین فرح بن مسلم
دمشقی نے اجازت لی۔

چوتھا باب

اس وقت کی حالات جب حضرت وعظ و تدریس و فتوی مین مشغول ہوے

ابن نجار نے جبائی سے نقل کی ہی کہ حضرت شیخ نے ایک دیہات مین بروجہ حلال زمین
حاصل کی۔ آپ کی بعض معتقدین اُس کو بوتے اُسکی پیداوار حضرت کی غذا تھی
آپکے اصحاب مین کوئی پیستا اور کوئی روٹی پکا لاتا ہر روز چار یا پانچ۔ روٹیان

دسترخوان پر آتین اُسمیں سے کچھ روٹیاں ٹکڑے ٹکڑے کر کے حاضرین کو تقسیم فرماتے اور
بقیہ کو اپنی خوراک کے لیے اُٹھا رکھتے جب کچھ نقد حضرت کی خدمت میں آتا فرماتے کہ
سجادہ کے نیچے رکھ دو پھر خادم سے فرماتے کہ اس کو بقال یا نان بائی (یا کسی
اور کو) دیدے۔

ابوالفرج بن جوزی نے منتظم میں لکھا ہے کہ قاضی ابوسعید مُخرّمی نے باب
ازج کے قریب ایک نہایت خوبصورت مدرسہ تعمیر کرایا تھا جو بعد وفات قاضی
کے حضرت شیخ عبدالقادر کے سپرد کیا گیا مجمع عام میں بطور وعظ کے آپ نے
بیان شروع فرمایا اس سے آپکو بڑی عظمت و شہرت حاصل ہوئی آدمیوں کے
ہجوم سے مدرسہ کی وسعت تنگ ہونے لگی آپ دیوار بغداد کے قریب جلوس
فرماتے اور مجلس میں خلق کثیر توبہ کرتی اُسکے بعد مدرسہ کی عمارت و وسعت
بڑھائی گئی عام لوگوں نے اس امر میں نہایت مستعدی ظاہر کی آپ اس میں مدت
تک درس و وعظ فرماتے رہے۔ ابن بخار نے بیان کیا ہے کہ جب مدرسہ میں آدمیوں
کی گنجایش کم ہونے لگی اُسکے گرد بہت مکان تعمیر کیے گئے جسکی تعمیر و توسیع چندہ
سے کیگئی۔ اغنیا نے روپیہ صرف کیا فقیروں نے محنت اور ہاتھ پاؤں سے مدد
دی یہ واقعہ ۵۲۸ھ میں ہوا حضرت شیخ نے فتوی و تدریس و وعظ کیلیے
نشست فرمائی تدور و فتوحات تبرک کی نظر سے خدمت میں آنے لگے۔

اکثر علما نے آپ سے بہت سی روایتیں کی ہیں۔ اصول دین و تصوف میں
مفید کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ قاضی ابوسعید بن السمعانی کہتے ہیں۔
کہ حضرت شیخ باب ازج کے قریب رہتے تھے جب ابوسعید بن علی مخرمی کا

مدرسہ آپ کو سپرد ہوا آپنے اُسکے متعلق مکانات اور وسعت بڑھانا چاہا مرد اور عورتین چندہ دیتین اور عمارت بنتی جاتی اُس زمانہ مین ایک عورت اپنے شوہر کو حضور مین لائی جو کاریگر تھا اور عرض کیا یہ میرا شوہر ہے اور میرے بیس دینار اسکے ذمہ واجب الادا ہین دس دینار اس شرط پر بخوشی مین نے بخشدیے کہ دس دینار کی مزدوری کا کام حضرت کے مدرسہ مین کرے اُسکے شوہر نے یہ شرط قبول کی۔ عورت نے معافی نامہ لکھکر حضرت کو سپرد کر دیا۔ وہ شخص مدرسہ مین کام کرتا رہا ایکدن آپ اُسکو اجرت دیتے کیونکہ حضرت کو معلوم تھا کہ وہ محتاج ہے اور ایکدن حساب مین کاٹتے۔ یہانتک کہ اُس نے پانچ دینار کا کام ختم کیا اُس وقت آپنے دستاویز نکال کر اُسکے حوالہ کی۔

ابن نجار نے جبائی سے نقل کی ہے کہ حضرت شیخ جیو سے فرماتے تھے کہ بیان کا میرے قلب پر اس قدر غلبہ ہوتا تھا کہ اگر مین کلام نہ کرتا تو وہ گھُٹ جاتا۔ پہلی میرا کلام سُننے کو دو یا تین آدمی بیٹھتے تھے۔ اس وقت مسجد مین باب حلبہ مین بیٹھتا تھا پھر آدمیون کی کثرت سے جگہ تنگ ہونے لگی لوگون نے دیوار کے قریب چبوترہ بنایا۔ بیان سُننے لگے۔ راتون کو لوگ مشعل و شمع لیکر آتے۔

پانچوان باب

علما کی مدح و ثنا حضرت کی شان مین

حافظ ابوسعید بن سمعانی تاریخ بغداد کے ذیل میں حضرت کی صفات یون رقم کرتے ہین - دیندار صالح - اہل خیر - کثیر الذکر - دائم الفکر - رقیق القلب - شیخ موفق ابن قدامہ کا قول ہے کہ نہ حضرت سے زیادہ کسی بزرگ کی کرامتون کی حکایت مین نے سنی اور نہ آپ سے زیادہ دین کے اعتبار سے کسیکی تعظیم مین نے دیکھی - شطنوفی نے شیخ عماد محمد بن ابراہیم مقدسی سے نقل کی ہے کہ انھون نے شیخ موفق کو کہتے ہوے سنا کہ حضرت شیخ عبد القادر ان مین ہین جن مین علم و عمل و حال و معرفت کی ریاست ختم ہو گئی جامع علوم اس پایگاہ کے تھے کہ طالب علم کیلیے صرف آپ کی ذات بابرکات کافی تھی - علم کے ساتھ وظیفہ مستمرہ پر قناعت تھی اوصاف جمیلہ اور احوال عزیزہ خداوند تعالی نے آپ مین جمع کر دیے تھے آپ کے بعد آپ سا کسی کو مین نے نہین دیکھا - ابوہریرہ نے حافظ شمس الدین ذہبی سے روایت کی ہے اُس نے کہا کہ ایک بار سے زیادہ ذہبی نے مجھے اجازت دی اُنھون نے اپنے باپ سے اجازت حاصل کی انھون نے حافظ شرف الدین یونینی سے انھون نے سنا شیخ عز الدین عبد السلام سے وہ فرماتے تھے کہ شیخ عبد القادر کے سوا کسی کی کرامات کی نقل تواتر کیساتھ مجھ تک نہین پہونچی لوگون نے اُن سے کہا کہ یہ تمھارا اعتقاد ہے انھون نے جواب دیا کہ "لوازم مذہب مذہب نہین" (یعنی محض اعتقاد مستلزم وقوع تواتر نہین -) حافظ محب الدین ابن نجار نے تاریخ بغداد کے ذیل مین بیان کیا ہے کہ عبد القادر بن ابو صالح جنگی دوست زاہد مسلمانون کے ایسے پیشواؤن مین ہین جو اپنے علم پر عمل کرنیوالے اور صاحب کرامات ظاہرہ

ہیں آگے چلکر لکھتے ہیں کہ خلوت اور انقطاع اور ریاضت. دسیاحت اور بڑے
سخت مجاہدے مخالفت نفس اور ہمیشہ بیداری اپنی ذات پر لازم کر لی یہانتک
کہ خداوند تعالی نے خلق پر اُن کو ظاہر کیا اور قبول عظیم خاص و عام میں
عنایت فرمایا۔ آپ کے قلب سے آپکی زبان پر خدا نے حکمت ظاہر فرمائی آپ کی
ولایت اور قرب الٰہی کے علامات ظاہر ہو گئے۔

ابو المظفر یوسف سبط ابن جوزی نے تاریخ مرآۃ الزمان میں آپکا نام و نسب
تحریر کر کے لکھتے ہیں کہ حضرت کی خاموشی کلام کی نسبت زیادہ ہوتی۔ خواطر آپ
حد سے زیادہ بیان فرمایا کرتے آپ کی بڑی شہرت ہوئی اور قبول تام خاص و عام
میں حاصل ہوا مدرسہ سے دولت سرا یا جمعہ کو جامع مسجد میں تشریف لیجاتے
کہیں دوسری جگہ آپ نہیں جاتے تھے۔

بغداد والوں کی جماعت عظیم نے آپ کے ہاتھوں پر توبہ کی اور بہت یہود
و نصاری مشرف باسلام ہوے۔ اظہار حق سر منبر فرماتے تھے کرامات ظاہرہ
کثرت سے وقوع میں آتے تھے۔ ہمارے مشایخ کی ایک جماعت نے حضرت
کا زمانہ پایا اور ملاقات کی جو بہت سی باتیں حکایت کرتے ہیں۔ ابو الحسن بن
ابو الہیجا ابو الفضل بن طاہر سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمکو خبر دی عبد الرحمن
بن نجم نے کہا حکایت کی ہمارے شیخ ابو الحسن بن عربیہ سے کہ ابو المظفر یحیی بن ہبیرہ
وزیر نے اُن سے کہا کہ خلیفہ نے شیخ عبد القادر کی تجھ سے شکایت کی ہو کہ وہ
میری تحقیر کرتے ہیں اور بے وقتی سے ذکر کرتے ہیں اُنکے مکان میں ایک
خرما کا درخت ہے اُس سے خطاب کر کے کہتے ہیں کہ اے درخت! حد سے آگے

نہ پڑھو ورنہ تیرا سر کاٹ ڈالونگا اور درخت سے مراد مین ہوتا ہون ۔ ای ابو الحسن
اُنکے پاس جاؤ اور تنہائی مین کہدے کہ بادشاہ وقت سے چھیڑ آپ کیلیے اچھی
نہین اور آپ تو خود حرمت خلافت سے واقف ہین مین وزیر کا پیغام لیکر
حضرت کی خدمت مین گیا ۔ ایک جماعت کو آپ کے حضور مین بیٹھا ہوا دیکھکر
پیغام رسانی کیلیے تنہائی کا انتظار کرنے لگا ۔ مین نے سنا کہ اثنائے کلام مین آپ
فرما رہے ہین کہ ہان ہان مین اُسکا سر کاٹونگا مین سمجھ گیا کہ یہ میرے پیام کا جواب ہے
اٹھکر چلا آیا اور ساری کیفیت وزیر سے بیان کی وہ سن کر رو دیا اور کہا کہ اُنکی صلاح
و تقوی مین کوئی شک نہین ۔ اُس راوی نے بیان کیا کہ جب مقتفی بامر الله نے
ابن مرخم کو قاضی بغداد مقرر کیا حضرت شیخ عبد القادر نے سر منبر فرمایا کہ تو نے مسلمانون
پر اظلم الظالمین کو حاکم مقرر کیا پروردگار عالم کے حضور تیرا کیا جواب ہوگا ؟
شیخ معمر معروف بجراده کہتے ہین کہ میری آنکھون نے خوش خلقی ۔ وسعت صدر
کریم النفسی ۔ نرم دلی ۔ حفظ عہد مین شیخ عبد القادر کے برابر کسی کو نہین دیکھا
باوجود ایسی جلالت قدر و وسعت علم و علو منزلت کے بچے آپ کو راہ مین کھڑا
کر دیتے تو پھر انکی توقیر فرماتے ۔ آپ اپنے سلام مین ہمیشہ سبقت کرتے غریبون
کی مجالست اور فقرا کیساتھ تواضع و موانست اعزا کی تعظیم فرماتے تھے مگر کبھی
کسی وزیر یا امیر کیلیے آپ کھڑے نہین ہوئے ۔ نہ کبھی کسی وزیر یا بادشاہ
کے دروازے پر تشریف لیگئے ۔ محمد بن خضر نے اپنے باپ سے روایت کی ہے
کہ کہا مین نے تیرہ برس تک حضرت کی خدمت کی ۔ مگر آپ کو کبھی ناک صاف کرتے
ہوئے یا کھنکارتے ہوئے نہین دیکھا نہ کبھی آپ کے بدن پر کوئی مکھی بیٹھی ۔

کسی کے واسطے کھڑے ہوئے نہ کسی بادشاہ کے فرش پر بیٹھے۔ نہ اُن کے
بھیجے ہوئے کھانے کو نوش فرمایا۔ جب خلیفہ کو کچھ تحریر فرماتے لکھتے کہ عبدالقادر
تجھکو یون حکم دیتا ہے۔ اسکی اطاعت تجھپر واجب ہے۔ جب خلیفہ کے پاس تحریر
جاتی روتا آنکھون سے لگاتا اور کہتا کہ سچ فرماتے ہین۔

احمد بن مطیع باجرائی بیان کرتے ہین کہ حضرت شیخ کی تعظیم بڑے بڑے مشایخ زمانہ
اور زہاد آپ کے زمانہ مین کرتے تھے۔ عام لوگون مین کمالات کیساتھ حضرت
کا ظہور ۵۲۱ھ کے بعد سے خلق مین قبول تام کا درجہ حاصل ہوا حضرت کی ولایت
کے سب معتقد تھے آپ کے کلام سے فائدے حاصل کرتے تھے۔ اہل سنت کی
نصرت آپ کی ذات سے ہوئی۔ اقوال وافعال وکرامات ومکاشفات تمام دنیا مین
مشہور ہوگئے۔ بادشاہان روے زمین اور امراے باتمکین سب حضرت
کا خوف کرتے تھے۔

محمد بن خضر اسنجاری روایت کرتے ہین کہ مین نے اپنے باپ سے سنا کہ
حضرت شیخ کے کرامات مین سے ایک یہ کرامت تھی کہ باوجود اژدہام کثیر کے
انتہاے مجلس مین دور کا آدمی اسی قدر صاف کلام سنتا تھا جتنا نزدیک
بیٹھنے والا۔ آپ اہل مجلس کے خواطر بیان فرماتے اور کشف سے کسیکے دل کی
بات جانکر ادھر متوجہ ہو جاتے۔ جس وقت آپ کھڑے ہوتے سب
آپکی تعظیم کے لیے کھڑے ہوتے جب آپ فرماتے خاموش ہو جاؤ تو سواے
سانس کے چیونٹی کی آواز بھی نہین آتی تھی مجلس عالی مین جب کوئی اِدھر اُدھر ہاتھ
رکھتا تو ایسے آدمی چھو جاتے جو نظر نہین آتے تھے فضا مین کچھ جال

معلوم ہوتی۔ اکثر لوگون نے آسمان سے زمین پر اُترنے کی ایک قسم کی بھڑ بھڑاہٹ سُنی

حافظ شمس الدین ذہبی تاریخ الاسلام مین حضرت کا ذکر و نسب بیان کرکے لکھتے ہین۔ کہ جیلی حنبلی زاہد صاحب کرامات ومقامات و شیخ حنابلہ بے نظیر مشہور آفاق علم و عمل مین یگانہ۔ حافظ زین الدین ابن رجب نے طبقات کے ذیل مین تحریر کیا ہی کہ سید الحنابلہ عبد القادر شیخ العصر و سلطان المشائخ اور اپنے وقت مین اہل حقیقت و طریقت کے سردار ہین صاحب مقامات و کرامات و معارف و احوال ہین آپ کو قبول تام حاصل ہوا آپ کے صلاح و دینداری کے خاص و عام معتقد آپ کے وعظ سے سب منتفع ہوے ذات بابرکات سی اہل سنت کی نصرت ہوئی احوال و افعال و کرامات خلق مین مشہور ہوے عالم و زاہد مشائخ وقت اُسی زمانہ مین حضرت کی بیحد تعظیم کرتے تھے آپ کی مجلس مین خلق کثیر توبہ کرتی۔

احمد بن مطیع باجرائی نے حکایت کی ہے کہ ایکبار حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا آپ مجھ پر خفا ہوے اور کہا چلا جا مین اُٹھ کر چلا آیا راہ مین ایک شخص حضرت کا بھیجا ہوا ملا اور مجھ کو پھیر لایا جب سامنے گیا فرمایا کہ جس وقت مین نے تجھے جھڑکا اُسوقت زرا آزردہ خاطر تھا مین سو گیا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ فرماتے ہین تو معلم خیر ہے خفا ہو اگر یہ تین بار ارشاد ہوا اسکے بعد حضرت شیخ نے مجھے پڑھایا جو مین چاہتا تھا۔ ذہبی نے تاریخ الاسلام مین لکھا ہے کہ مجکو خبر دی ابو بکر بن طرخان نے کہ شیخ موفق نے ان کو خبر دی کہ کہا مین نے حضرت شیخ عبد القادر کو اُن کی آخر عمر مین پایا حضرت نے اپنے مدرسہ مین ہمین ٹھہرایا اور ہمپر توجہ رکھتے تھے اکثر ہمارے پاس اپنے صاحبزادہ یحیی کو بھیجتے وہ ہمارے واسطے چراغ جلا جاتے کبھی ہمارے

واسطے حضرت اپنے مکان سے کھانا بھیجتے۔ نماز فرض میں ہمیشہ آپ ہمارے امام ہوتے صبح
کو کتاب خرقی زبانی آپ کے حضور مین پڑھا کرتا اور حافظ عبد الغنی کتاب ہدایہ دیکھکر
پڑھتے اسوقت ہم دونو نکے سوا کوئی نہین پڑھتا تھا ایک ماہ نو دن حضرت کی خدمت مین
ہملوگ رہے پھر آپ کا انتقال ہوگیا ہملوگون نے مدرسہ ہی مین نماز جنازہ پڑھی جسقدر کرامتیں
حضرت سے منقول ہین اتنی کسی کی بیان نہین کیگئی ہین اور کسی کو دین کے اعتبار سے
آپ سے زیادہ تعظیم کیے جاتے ہوے نہین دیکھا۔ اپ کے حضور مین کچھ بارے
بھی ہم نے سنے یہ سند موفق کی طرف بہت قابل اعتماد ہے۔
شطنوفی کا گمان ہے کہ مین نے عماد اور ابو بکر بن محمد بن ابراہیم مقدسی سے جو
حافظ عبد الغنی کے بھتیجے ہین سنا کہ پہلے پہل مجلس وعظ حضرت نے ۵۲۱ھ مین
منعقد کی جب مدرسہ ۵۲۸ھ مین مکمل ہوگیا تو فتوی و تدریس و وعظ
مین مشغول ہوے اور لوگ نذور و زیارت کی غرض سے جانے لگے آپ
کے مرویات اکثر بیان کیے گئے ہین اصول و فروع دین مین بہت مفید
کتابین حضرت کی تصنیف ہین حضرت کا کلام اہل حقیقت کے مذاق مین
نہایت عالی ہوتا تھا۔ پھر عبد اللہ بن ابو الحسن جبائی سے نقل کیا ہے
کہ کہا حضرت کا ایک شاگرد تھا عمر حلاوی نام بغداد سے برسون کے لیے
بغرض سیاحت چلا گیا جب واپس آیا مین نے پوچھا کہ تم اتنے دن کہان
تھے کہا کہ مین نے شام و مصر و مغرب (مین خیال کرتا ہون کہ عجم کو بھی
کہا) چھان مارا تین سو ساٹھ اولیاے کبار و مشایخ امصار کی زیارتین
نصیب ہوئین۔ مگر ہر ایک کو یہی کہتے سنا کہ عبد القادر ہمارا شیخ اور

وسیلہ اے اللہ ہے ر

چھٹا باب

اہل عصر نے جو خرق عادات وکرامات بیان کیے ہیں ا

ابن نجار نے کہا کہ ابو محمدؒ عبد اللہ بن ابی الحسن علی جبائی نے مجھے لکھا کہ حضرت شیخ اخلاص وریا وعُجب کا بیان فرما رہے تھے اور میں حاضر تھا جی میں آئی کہ عُجب سے کوئی کیونکر بچ سکتا ہے آپ میری طرف پھر گیے اور کہا کہ جب تو چیزوں کو خدا تعالی کی طرف سے دیکھے گا اور خدا تجھے اچھے کام کرنے کی توفیق دے گا اور اپنے نفس کو درمیان سے نکال دے گا تو عُجب سے تو نے نجات پائی۔

راوی نے کہا کہ مجکو میرے باپ نے لکھا کہ جب تو ترک دنیا کا ارادہ کرے تو جب تک مجالس شیوخ مین فقہ وادب نہ حاصل کرے اُسوقت تک اس گلی مین پانون نہ رکھنا کیونکہ ترک دنیا کی صلاحیت بے تفقہ وتادب ممکن نہین اور اگر اسکے قبل تو نے دنیا سے انقطاع کیا تو مثل ہواے پریشان کے تو ہو گا جو ہر بری بھلی جگہہ ماری ماری پھرتی ہے۔ کیونکہ اگر کسی امر دین مین تجھے اشکال پیش آے تو زاویہ سے نکل کر علما سے تجھے پوچھنا پڑا اور اگر زاویہ سے نکلتا گو دا رہنوا

توخلاف دین راہ اختیار کرنا پڑی گوشہ نشین تو مثل شمع الٰہی ہونا چاہیے

جس کا نور عالم کو روشن کررہا ہو۔

ابن نجار نے کہا کہ مجھے قاضی ابو نصر زہبی سے خبر ہوئی کہ کہا میں نے حضرت شیخ عبدالقادر کی خدمت میں حاضر ہونے کا قصد کیا کہ آپ کی دعا کی برکت سے ایک موذی جماعت کے شر سے نجات پاؤں اتفاق سے باب جامع قصر پر حضرت کی زیارت ہوگئی میں نے اپنا مقصد عرض کرنا چاہا کہ آپ نے میری طرف دیکھا اور مسکرائے اور فرمایا فسیکفیکهم اللّٰه وهو السميع العليم۔ پھر مجھے سوال کی حاجت نہ رہی۔

ابن نجار نے کہا اور میں اسکے ہاتھ کی تحریر سے نقل کرتا ہوں کہ ایک طالبعلم جیلان کا رہنے والا حضرت کے مدرسہ میں مقیم تھا اور تفقہ فی الدین آپ سے حاصل کرتا تھا معمول تھا کہ اذان ظہر سن کر طلبہ پڑھنے کیلئے مجتمع ہوجاتے اور سبق پڑھنے والا اپنی کتاب حضرت کے مصلے کے پاس رکھ دیتا۔ بعد نماز ظہر درس ہوتا تھا وہ طالب علم کہتا ہے کہ ایک روز میں ظہر کے قبل سو گیا اور احتلام ہوگیا میں نے خیال کیا کہ اگر غسل کرنے لگا تو آج سبق ناغہ ہوجائے گا کتاب بغل میں داب کر بے غسل چلا گیا اور کتاب حضرت کی سجادہ کے پاس رکھدی جب نماز ہوچکی سامنے بیٹھ گیا اور چاہا کہ سبق شروع کروں آپ نے ڈانٹا کہا کہ غسل کرکے آ میرے سامنے جنابت کی حالت میں پڑھنے آیا ہے۔ میں گیا اور غسل کرکے آیا۔

خضر بن عبداللہ بن یحیی موصلی کہتے ہیں کہ میرے باپ نے مجھ سے کہا کہ ہم

حضرت شیخ کے مدرسہ میں تھے کہ خلیفہ مستنجد باللہ خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کے بعد دس تھیلیاں دینار کی جس کو دس آدمی لائے تھے حضرت کے سامنے رکھ دیں آپ نے قبول کرنیسے انکار کیا اور کہا کہ مجھے اس کی کچھ ضرورت نہیں مگر خلیفہ اصرار سے باز نہ آیا حضرت نے ایک تھیلی دائیں ہاتھ اور ایک بائیں ہاتھ میں اٹھالی اور زرا نچوڑ دیا دونوں تھیلیوں سے خون جاری ہوا آپ نے کہا اے ابوالمظفر تجھے خلق خدا کے خون چوسنے سے شرم نہیں آتی اور پھر تو اس کو میرے پاس لایا ہے خلیفہ کے ہوش جاتے رہے آپ نے کہا اگر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کا لحاظ نہ ہوتا تو تیرے دیوان تک اس خون کی ندی کو بہا دیتا۔

ایک روز خلیفہ مستنجد نے عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ حضرت کی کوئی کرامت دیکھوں آپ نے فرمایا کہ تجھے کس چیز کی خواہش ہے کہا کہ سیب کی حضرت نے اپنا ہاتھ ہوا میں بڑھایا دو سیب آگئے۔ ایک خلیفہ کو دیا اور دوسرا دست مبارک سے تراشا اس سے مشک کی خوشبو پھیلی اور خلیفہ نے جب اپنا سیب کاٹا اسمیں کیڑے نظر آئے اس نے حضرت سے عرض کیا یہ کیا فرمایا تو نے ظلم کے ہاتھ سے مس کیا۔ اس سبب سے کیڑے پڑ گئے ؎

ہر چہ گیرد علتی علت شود

ابراہیم بن عبد اللہ طبری کی سند سے منقول ہے کہ جب حضرت شیخ کے حالات مشہور ہوئے اور لوگ شہروں سے بقصد زیارت گروہ در گروہ حاضر خدمت ہونے لگے اُس زمانہ میں مشائخ جیلان سے تین اکابر زیارت کیلئے مدرسہ عالی

مین آے۔ حضرت ایک کتاب ہاتھوں مین لیے ہوے بیٹھے تھے خادم سامنے کھڑا ہوا تھا وضو کا لوٹا بھرا ہوا سامنے رکھا تھا جس کا رخ قبلہ سے پھرا ہوا تھا وہ بظر انکار ایک دوسرے کو کنکھیون سے دیکھنے لگے حضرت نے خادم کی طرف نظر اٹھائی وہ مردہ ہوکر گر پڑا پھر لوٹے کی طرف نظر کی وہ چکر کھا کر قبلہ رخ ہوگیا۔

ابوالبقاے عسکری نے یحیی بن نجاح ادیب سے سنا کہ کہتے تھے مین نے ایکبار اپنے دل مین ارادہ کیا کہ آزمائون حضرت شیخ اثناے حال مین کتنے شعر پڑھتے ہین اور کتنے مجلس وعظ مین ایمان لاتے ہین اس قصد سے ایک دھاگا لیکر مجلس مین حاضر ہوا اور بہت پیچھے صف آخر مین بیٹھا جب آپ کوئی شعر پڑھتے مین اپنے دھاگے مین دامن کے نیچے ایک گرہ دیتا ناگاہ آپ نے فرمایا اَنَا اُحِلُّ وَاَنتَ تُعقِّدُ مین گرہ کھولتا ہون اور تو گرہ دیتا ہے ۹۔ ابوعبداللہ قائد مولانا عبدالوہاب ابن حضرت شیخ سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا مین نے ابوالبقاء ابن ابوالبرکات نہر ملکی کو کہتے ہوے سنا کہ میرے ایک دوست نے مجھ سے کہا کہ مین سنتا تھا کہ حضرت شیخ کے بدن پر مکھی نہین بیٹھتی یہ خیال دماغ مین لیکر مجلس عالی مین جمعہ کے روز حاضر ہوا آپ نے میری طرف پھر کر دیکھا اور فرمایا مکھی میرے پاس کیا کرنے آے نہ میرے پاس دنیا کا سیل ہے نہ آخرت کا شہد۔

عبدالملک بن عبدالواحد ابومحمد بن حیات نحوی سے نقل کرتے ہین کہ کہتے تھے جب مین جوان تھا اور علم نحو پڑھ رہا تھا حضرت شیخ عبدالقادر کے اوصاف آپ کی حسن کلام کی تعریف لوگون کی زبانی سنتا تھا مین خود سُننے کا قصد کرتا تھا مگر وقت نہین ملتا تھا اتفاق سے ایک روز لوگون کے ساتھ مین بھی حضرت کی مجلس وعظ مین

چلا گیا آپ نے بیان شروع کیا مجھے آپ کا کلام پسند نہوا نہ اچھی طرح سمجھ مین آیا مین نے دل مین کہا کہ آج بے فائدہ میرا وقت ضایع ہوا ناگاہ حضرت شیخ جس طرف مین بیٹھا تھا پھر گئے اور فرمایا افسوس تو نحو کے شغل کو فضیلت دیتا ہی جا ہم تجھکو سیبویہ کیے دیتے ہین۔

عمر بن حسن بن خلیل طیبی کہتے ہین کہ مین حضرت کی مجلس وعظ مین حاضر ہوا اور برابر روے انور کی طرف دیکھتا رہا اُس وقت مین نے بلور کی قندیل کی صورت کسی چیز کو دیکھا جو آسمان سے اُترتی ہے اور دہن مبارک کے قریب جاتی ہی پھر جلد وہان سے پھرتی ہے اس طرح تین بار مجھے نظر آیا مین نے چاہا کہ اس کو آپ سے کہون آپ نے فرمایا المجالس بالامانتہ اس وجہ سے مین خاموش ہوگیا۔

علی بن احمد بن ملاعب الفوارس نے (جو معتبر راوی ہے) کہا ایک جماعت کیساتھ حضرت شیخ عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس مین حاضر ہوا جو ایک مشکل کیلیے دعا کرانے گئی تھی انمین ایک شخص سخت بدچلن تھا ہمیشہ حالت جنابت مین رہتا اور کبھی طاہر نہین رہتا تھا ان لوگون نے بعد حاضری اپنی حاجت بیان کی حضرت نے دعا فرمائی پھر رخصت کے وقت باری باری دست بوسی کے لیے آگے بڑھے جب وہ بدچلن شخص بارادہ دست بوسی سامنے گیا حضرت نے دست مبارک آستین مین کرلیا اُس نے آستین کو بوسہ دیا پھر دوسرا شخص آیا آپ نے ہاتھ نکالدیا اُس نے ہاتھ کو بوسہ دیا یہانتک کہ سب رخصت ہوے اور آپ مکان مین داخل ہوگئے۔

ابوبکر عمری سے نقل ہے کہ کہا مین ابتدا مین مکہ کی راہ مین شتربانی کرتا تھا

ایک بار ایک جیلانی شخص نے بقصد حج میرا اونٹ کرایہ کیا اور راہ مین بیمار ہوگیا جب اُس نے اپنی موت کے آثار دیکھے مجھ سے کہا کہ یہ خرقہ جس مین دس دینار ہین اور یہ لباس حضرت شیخ عبد القادرؓ کے سپرد کر دینا اور کہنا کہ میرے لیے دعاے رحمت کرین اس کے بعد مرگیا مین نے اشرفیون کی طمع سے امانت مین خیانت کی کیونکہ مین سمجھا کہ میرے سوا اسے کوئی نہین جانتا۔ ایک روز مین راہ مین چلا جارہا تھا کہ دیکھتا ہون کہ شیخ عبد القادرؓ سامنے سے نمودار ہوے مین نے جلدی سے سلام کیا اور مصافحہ کیلیے ہاتھ بڑھایا میرے ہاتھ کو آپ نے زور سے پکڑا اور کہا تف ہے دس دینار اور لباس کے لیے تو نے خدا سے چال کی اور اُس عجمی کے مال کو لے لیا اور میری ملاقات ترک کردی۔ مین بیہوش ہوکر گر پڑا اور حضرت شیخ مجھے چھوڑ کر چلے گئے جب ہوش آیا۔ مین لباس اور اشرفیان بعوضہ حضرت کی خدمت مین لے گیا۔

ابو الفتح احمد بن ابو المظفر یحیی وزیر بن ہبیرہ بیان کرتا ہے کہ مین نے اپنے دادا وزیر سے حضرت شیخ عبد القادر کی زیارت کی اجازت چاہی۔ انھون نے اجازت دے کر کچھ اشرفیان میرے ساتھ کر دین کہ اس کو نذر کرنا اور ابتدا بہ سلام کرنا مین حضرت کی مجلس مین حاضر ہوا جب بیان ختم ہوا آپ منبر سے اُترے مین نے سلام کیا اور بھری محفل مین اشرفیان پیش کرنے مین مضائقہ سمجھا۔ مین نے قصد کیا کہ جب آپ اپنے حجرہ مین تشریف لیجائین تو تنہائی مین پیش کرون اس خیال کا سلسلہ ابھی ختم نہوا تھا کہ حضرت شیخ نے فرمایا جو کچھ تیرے پاس ہے لا کچھ مضائقہ نہین حجرے مین جانے کی کوئی ضرورت نہین یحیی وزیر کو سلام کہنا۔ مین نے وہین نذر گزرانی

اور متحیر ہوکر واپس آیا۔
احمد بن مبارک مرفعانی نے کہا کہ ایک شخص حضرت شیخ کے زمرہ
تلامذہ مین نہایت ہی بلید اور کند ذہن تھا سیدھی بات بہت مشقت
کے بعد سمجھتا۔ ایک روز وہ سبق پڑھ رہا تھا کہ ایک رئیس حضرت کی زیارت
کو آیا اور اس کی سمجھ کی حالت دیکھ کر حضرت شیخ کے صبر پر نہایت متعجب ہوا
اور اس کو آپ سے بیان کیا حضرت نے فرمایا کہ اس شخص کی عمر بہت کم باقی
رہگئی ہے۔ میری محنت کا زمانہ اب ایک ہفتہ سے کم ہے اس عرصہ مین یہ چل
بسے گا۔ رئیس کو اس کلام سے تعجب ہوا اور ایک ایک دن گننے لگا پھر وہ
طالب علم ہفتہ کے آخری روز مر گیا۔ اس کے نماز جنازہ مین وہ رئیس شریک
ہوا۔ شرف بن محمد عیسی بن شیخ موفق الدین قدامہ نے کہا کہ مین نے عبد اسعد
حرانی سے سنا اور انھون نے ابوبکر عماد سے کہ کہا مین اصول دین کی کوئی
کتاب پڑھ رہا تھا میرے دل مین ایک شک جم گیا۔ مین نے کہا چلکر وہ حضرت
شیخ عبدالقادر کی مجلس کی سیر کرون سنا ہے کہ وہ دل کی باتین بیان کرتے
ہین مین آپ کی مجلس مین حاضر ہوا آپ بیان فرما رہے تھے۔ کہ آپ
نے فرمایا ہمارا اعتقاد سلف صالحین کا اعتقاد ہے مین نے خیال
کیا کہ شاید اتفاق سے آپ کی زبان سے یہ جملہ نکلا ہے۔ آپ
میری طرف پھرے اور اُسی جملہ کا اعادہ کیا مین نے دل مین کہا کہ بیان
کی حالت مین کبھی ادھر پھرتے ہین کبھی اُدھر اب میری طرف متوجہ ہوے
اور کہا اے ابوبکر ہمارا اعتقاد سلف صالحین کے اعتقاد پر ہی۔ اٹھ جا تیرا

باپ آیا۔ میرے والد اس وقت سفر میں گئے تھے میں جلدی گھر آیا دیکھتا ہوں کہ والد اُسی وقت سفر سے آئے ہوئے ہیں۔

حمال یحییٰ بن صیرفی نے کہا کہ ابوالبقا عکبری نحوی کہتے تھے کہ میں حضرت شیخ کی مجلس میں حاضر ہوا اُنکے سامنے کچھ لوگ الحان سے قرأت کر رہے تھے کہ میں نے دل میں کہا کہ شیخ کس وجہ سے اسکو منع نہیں کرتے ہیں۔ کہ حضرت نے فرمایا کوئی فقہ کے ابواب پڑھتا ہو تو کہیں روکا جاتا ہے میں سمجھا کہ شاید کسی دوسرے سے خطاب ہے تب آپ نے کہا کہ میں تجھی سے کہہ رہا ہوں میں نے دل میں کہا کہ اپنے اعتراض سے میں نے توبہ کی آپ نے فرمایا تیری توبہ میں نے قبول کی۔

شیخ عزالدین فاروقی حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رح سے نقل کرتے ہیں کہ فرماتے تھے میں نے علم کلام واصول دین کی شغل کا عزم کر کے دل میں خیال کیا کہ چلکر حضرت شیخ عبدالقادر سے اس امر میں مشورہ کروں اس قصد سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے میرے آتے ہی فرمایا "یہ قبر کا توشہ نہیں ہے یہ قبر کا توشہ نہیں ہے" اس وجہ سے میں نے وہ خیال چھوڑ دیا۔

حافظ محب الدین ابن نجار کہتے ہیں کہ شیخ الصوفیہ عمر بن محمد سہروردی کو میں نے کہتے ہوئے سنا کہ میں علم حاصل کرنے میں مشغول تھا مجھے خیال ہوا کہ علم کلام بھی کچھ پڑھنا چاہیے۔ میں نے پکا ارادہ لیکن کسی سے ذکر نہیں کیا۔ اتفاق سے میں نے اپنے چچا ابونجیب کے ساتھ نماز پڑھی۔ اور

وہاں سے حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوے چچا نے میرے لیے حضرت سے دعا کی درخواست کی اور ذکر کیا کہ یہ فقہ حاصل کرنے میں مشغول ہے۔ میں اٹھا اور حضرت کے ہاتھ کو بوسہ دیا آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا اپنے قصد سے توبہ کر جسمیں تو مشغول ہونا چاہتا ہے کہ تیری اس میں بہتری ہے پھر میرا ہاتھ چھوڑ دیا اور خاموش ہو گئے لیکن میرا ارادہ علم کلام کے شغل کا نہیں بدلا یہانتک کہ میرے سارے حالات پریشان ہو گئے اور میرا وقت مکدر ہو گیا تب میں نے جانا کہ یہ بسبب مخالفت حضرت شیخ کے ہے۔

یوسف جوزی کے پوتے نے کہا کہ میرے ماموں خاص بیگ نے مجھ سے حکایت کی کہ حضرت شیخ اتوار کے روز مجلس وعظ ترتیب دیتے تھے شب کو مجلس میں حاضر ہونے کے قصد سے سویا اتفاق سے احتلام ہو گیا نہایت سردی کی رات تھی میں سوچا کہ مجلس کی حاضری نہیں چھوڑنا چاہیے مجلس سے آکر غسل کر لونگا میں مدرسہ کو گیا حضرت شیخ منبر پر بیان فرما رہے تھے جوں ہی آپ کی نظر مجھ پر پڑی کہا اے دبیر ہماری مجلس میں ناپاکی کی حالت میں تو حاضر ہوا ہے اور پھر جاڑے کے عذر سے

مجھ سے مظفر حربی نے حکایت کی جو ایک مرد صالح تھا کہ میں حضرت شیخ کے مدرسہ میں سوتا تھا تاکہ سماع و وعظ کے لیے مجلس میں کوئی اچھی جگہ مل جاے۔ ایک رات اسی خیال سے مدرسہ میں گیا۔ اور

مدرسہ کی چھت پر چڑھ گیا۔ گرمی نہایت شدت سے پڑ رہی تھی۔ مجھے تازہ چھوہارون کی خواہش ہوئی۔ دل مین کہا اے خدا اے میرے مالک کہین سے پانچ تازہ چھوہارے اس وقت ملجاتے حضرت شیخ کے مکان کی ایک کھڑکی اس چھت کی طرف تھی دیکھتا ہون کہ وہ کھڑکی کھلی اور آپ پانچ چھوہارے لیے ہوے برآمد ہوے اور پکارا اے مظفر اپنی مطلوب چیز لی اسکے قبل آپ مجھے پہچانتے بھی نہ تھے۔

یوسف نے مرآۃ مین حکایت کی ہے کہ عبدالصمد بن ہمام بہت خوش حال اور دولتمند تھے پہلے جب حضرت کی کرامتین اُنکے سامنے بیان کیجاتین تو سخت انکار کرکے حضرت کے سخت مخالف اور برا کہنے والے تھے اسکے بعد یہ حالت ہوئی کہ ایک دم کی مفارقت گوارا نہین کرتے تھے لوگون کو سخت تعجب تھا بعد وفات حضرت شیخ کے اُن سے لوگون نے اس کا سبب پوچھا تو بیان کیا کہ پہلے جدرجہ کا مین مخالف تھا جس کو تم لوگ خوب جانتے ہو اتفاق سے ایک دن حضرت شیخ کے مدرسہ کی راہ سے پاپیادہ میرا گذر ہوا مجھے کچھ بیت الخلا کی حاجت محسوس ہوئی مدرسہ مین نماز کی اقامت سُنی مین نے خیال کیا کہ آؤ جھٹ سے نماز پڑھ لون اسکے بعد رفع حاجت کرلون گا۔ اس خیال سے مسجد مدرسہ مین داخل ہوا جس چبوترے پر آپ بیٹھکر بیان فرماتے تھے وہ خالی تھا مین نے وہین نماز پڑھی مجھے معلوم نہ تھا کہ وہ آپ کے بیان وعظ کا روز ہے مین ابھی نماز سے فارغ نہوا تھا کہ اس قدر آدمیون کا ہجوم ہوا کہ اُس جگہ سے میرا ہلنا محال تھا مجھے اسوقت رفع حاجت کی ضرورت زیادہ

معلوم ہوئی حضرت شیخ منبر پر گئے ادھر شدت تکلیف سے میرا دم گھٹ رہا تھا۔ اس وقت شیخ کا بغض میرے دل مین اور زیادہ ہو گیا۔ سخت متحیر تھا کہ کیا کرون تکلیف کی یہ حالت تھی کہ قریب تھا کہ میرے کپڑے خراب ہو جائین اور مجلس مین بدبو پھیلے اور بھری محفل مین رسوا ہون۔ اب موت کی صورت آنکھون مین پھرنے لگی تاب ضبط بالکل نہ رہی کہ حضرت شیخ منبر سے چند درجے اترے اور اپنی آستین میرے سر پر ڈال دی۔ اُس وقت مین نے خود کو ایک سبزہ زار مین پایا جو ایک چٹیل میدان مین واقع ہوا اور اس مین دریا جاری ہے۔ مین نے وہان رفع حاجت کی اور وضو کیا دو رکعت نماز پڑھی ادھر حضرت شیخ نے اپنی آستین میرے سر سے اُٹھالی اُس وقت مین نے آپ کو آپ کو بدستور منبر کے نیچے پایا۔ میری تکلیف رفع ہو چکی تھی اپنے ہاتھ پاؤن وضو کے اثر سے تر پائے مجھے اس حالت سے بے انتہا تعجب تھا عقل کام نہین کرتی تھی۔ جب مجلس ختم ہوئی مین اُٹھا میرا رومال گم تھا جس مین میرے صندوقون کی کنجیان تھین۔ جہان بیٹھا تھا وہان اور اُسکے آس پاس تمام ڈھونڈھا مگر نہین ملا۔ مین اپنے گھر گیا اور لوہار بلوا کر صندوق کھلوائے۔ اُنکی کنجیان بنوائین۔ مجھے دوسرے دن کی صبح کو ایک ضرورت سے عراق عجم کا سفر درپیش ہوا۔ جب بغداد سے تین دن کی راہ پر گیا ایک پر فضا بیابان مین گزر ہوا جس مین ایک سبزہ زار تھا اور ایک دریا جاری تھا۔ ہمراہیون نے کہا کہ یہان اُتر کر

کھانے پینے اور نماز سے فارغ ہو لینا چاہیے کہ آگے کوئی ایسی جگہ نہین ملے گی مین نے اُتر کر خیال کیا تو بالکل ویسی ہی جگہ معلوم ہوئی جیسی مین مجلس کے روز دیکھی تھی مین نے نماز کیلیے وضو کیا اور نماز پڑھنے کے لیے ایک جگہ گیا وہان دیکھتا ہون کہ میرا گم شدہ رومال پڑا ہوا ہے اور کنجیان اُسی طرح بندھی ہوئی ہین میرا رومال اُس روز یہین رہگیا تھا جب سے مین حضرت کے معتقدون مین داخل ہوا۔

شیخ جرادہ بیان کرتے ہین کہ مین ایک روز حضرت شیخ عبدالقادرؒ کے مکان پر تھا اور آپ بیٹھے ہوے کچھ لکھ رہے تھے کہ اوپر سے مٹی گری آپ نے جھاڑ دی ایسا تین بار ہوا۔ اسکے بعد آپ نے سر اُٹھاکر دیکھا تو ایک چوہا ہے۔ آپ نے فرمایا "تیرا سر اڑ گیا" اُس کا دھڑ جدا اور سر جدا ہو کر گر گیا۔ آپ نے اُس وقت لکھنا چھوڑ دیا اور روے مین نے پوچھا کہ اے حضرت رونے کا کیا سبب ہے فرمایا کہ کہین کسی مسلمان سے اس طرح میرا دل آزردہ نہو کہ اُس کا حال اس چوہے کی طرح ہو جاے۔

شیخ عمر بن مسعود کہتے ہین کہ ایک روز حضرت شیخ مدرسہ مین وضو کر رہے تھے کہ ایک چڑے نے آپ پر بیٹ کی آپ نے اوپر سر اُٹھایا وہ مر کر گر گیا جب وضو تمام ہوا کپڑے کو موضع نجاست دھوکر اُتار ڈالا اور مجھ سے فرمایا کہ اسے بیچ کر اسکی قیمت فقرا کو دیدو اور فرمایا یہ اُس چڑے کا کفارہ ہے۔

محمد بن خضر حسنی اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ حضرت شیخ رہ اپنی مجلس مین انواع علوم کی باتین بیان فرماتے تھے جس وقت آپ منبر پر جاتے

آپ کی ہیبت سے نہ کوئی تھوکتا نہ ناک صاف کرتا نہ کھنکھارتا تھا جب بیان آدھا
ہو جاتا قال تمام ہوتا اور حال کی باری آتی مجلس کا یہ رنگ ہوتا کہ کوئی
بیتاب ہو رہا ہے کوئی تڑپ رہا ہے کوئی جھوم رہا ہے محمد بن ابو الفتح ابو الخیر
ہروی کہتے ہیں کہ میں ایک روز حضرت شیخ عبد القادر کی مجلس نورانی
میں حاضر ہوا۔ حضرت کو بیان کی حالت میں استغراق ہوا اور فرمایا اگر خدا
چاہے تو یہاں ایک سبز طائر میرا بیان سننے کے لیے بھیج دے ابھی بات
پوری نہوئی تھی کہ ہم لوگوں نے دیکھا کہ ایک نہایت خوشرنگ سبز طائر اڑتا
ہوا آیا اور آپکی آستین میں سما گیا اور پھر نہ نکلا۔

ایک روز آپ بیان فرما رہے تھے کہ آپ نے حاضرین کو سننے میں
سست اور غیر متوجہ پایا اس وقت فرمایا کہ اگر خدا تعالے چاہے تو میرا
بیان سننے کو سبز طیور بھیج دے یہ بات زبان مبارک سے نکلتے ہی
ساری مجلس سبز چڑیوں سے بھر گئی۔

ابن نجار نے کہا کہ محمد بن سعید ثقہ مولانا عبد الوہاب بن حضرت
شیخ سے روایت کرتے ہیں انھوں نے شیخ صالح ابو بکر بن علی بن ابو سعید
سے سنا کہ کہتے تھے کہ میں ایک جماعت کیسا تھ حضرت شیخ عبد القادر کے
سامنے بیٹھا ہوا تھا آپ قبلہ رخ بیٹھے تھے اور کچھ باتیں نکرتے تھے میں نے
دل میں کہا کہ آج تو حضرت کچھ بات نہیں کرتے آپ سر اٹھا کر میری طرف
متوجہ ہوے اور فرمایا میری خاموشی تمھارے لیے کلام ہے۔

عبد الرحمن بن نجم حنبلی اپنے ماموں ابو الحسن بن نجا واعظ سے روایت

کرتے ہین کہ مجھ سے حضرت شیخ عبدالقادر کی یون ملاقات ہوئی کہ عید کا دن تھا مین پیشتر عیدگاہ مین پہونچا۔ اس کے بعد حضرت شیخ تشریف لائے آپ کے پیچھے آدمیون کی بڑی کثرت تھی۔ لوگ بڑھ بڑھ کر دست بوسی کرنے لگے اسکے بعد آپ دو رکعت نماز پڑھنے لگے مین نے جی مین کہا کہ یہ کیا؟ حدیث شریف مین تو قبل عید نفل پڑھنے کی ممانعت ہے۔ آپ جب نماز پڑھ چکے میری طرف مخاطب ہوے اور فرمایا کہ اس کا ایک سبب ہے۔

ساتوان باب

حضرت کے دو چار کلام بلاغت نظام

ابن نجار کہتا ہے کہ مین ابو عبد اللہ بن ابوالحسن جبائی کے ہاتھ کی تحریر سے نقل کرتا ہون کہ ہمارے شیخ حضرت عبدالقادرؒ فرماتے تھے کہ خلق تیرے لیے نفس کا حجاب ہے اور نفس رب کا حجاب ہے جب تک تیری نظر خلق پر رہیگی نفس کی طرف سے تو غافل رہے گا اور جب تک نفس تیرا مد نظر ہوگا۔ پروردگار سے تو محجوب ہے۔

حضرت نے فرمایا کہ دنیا اشتغال ہے اور آخرت اہوال ہے بندہ ان دونون کے درمیان پریشان حال ہے اُس کا ٹھکانا جنت ہے یا جہنم۔ ایک مجلس مین

فرمایا یہاں خلق اور خالق کے سوا کچھ نہیں اگر تو خالق کو اختیار کرتا ہے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح کہہ انہم عدو لی الا رب العالمین بجز پروردگار عالم کے یہ سب لوگ میرے دشمن ہیں۔ پھر آپ نے زمین پر اپنا پاؤں ٹیکا اور فرمایا جس نے اُس کا ذوق پایا اُس نے اُس کو پہچانا ایک شخص نے عرض کیا کہ یا حضرت جس کی زبان پر صفرا کی تلخی غالب ہو کیونکر وہ ذوق کی شیرینی پائے گا۔ فرمایا کہ نفسانی خواہشوں کا استفراغ کرے۔ ایک مجلس میں ارشاد ہوا کہ مومن کے دل پر پہلے حکمت کا ستارہ طلوع ہوتا ہے اسکے بعد علم کا چاند۔ اس کے بعد معرفت کا آفتاب آشکارا ہوتا ہے۔ حکمت کے ستارہ سے دنیا کو دیکھتا ہے اور علم کے چاند سے آخرت کو اور معرفت کے آفتاب سے مولی کو۔

اٹھواں باب

حضرت کی وفات

ابن جوزی نے کہا کہ حضرت کا وصال سنیچر کی رات ربیع الاٰخر کی آٹھویں کو سنہ ۵۶۱ھ میں ہوا۔ اُس وقت مدرسہ میں دفن ہوئے نوے سال کی عمر پائی۔ میں نے سُنا کہ نزع کے وقت فرماتے تھے "نرمی سے نرمی سے" پھر فرمایا وعلیکم السلام میں تمہارے پاس آتا ہوں تمہارے

پاس آتا ہوں۔ اس کے بعد کہا کہ مین نے یحییٰ سے سُنا کہ آپ نے وصال کے وقت فرمایا مین شیخ کبیر ہون اسکا وعدہ نہین کیا گیا ہون۔

ابن نجار نے اپنی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت کی وفات ربیع الآخر کی دسوین کو سنہ ۵۶۱ ہجری مین ہوئی۔

عمر شریف نوے سال کی تھی نماز جنازہ حضرت کے صاحبزادہ مولانا عبدالوہاب نے پڑھائی۔

نوٹ

حضرت پیر دستگیر روشن ضمیر قطب زمان محبوب صمدانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا سال وصال ذیل کے شعر سے برآمد ہوتا ہے اور مدت عمر بھی اُسی سے ظاہر ہے اسلیے درج کیا جاتا ہے۔

سن اوکامل و عاشق تولد — وصالش دان تو معشوق الٰہی

سنہ ۹۱ — سنہ ۴۷۱ھ — سنہ ۵۶۱ھ

قطعہ تاریخ از فاضل روزگار جناب مولوی منشی محمد اصغر علی صاحب

پروفیسر عربی مشن اسکول گورکھپور

ابن حجر کے غبطۂ ناظر کو دیکھ کر
تحریر ہے محدث عالی دماغ کی
لکھی ہین غوث پاک کی سچی کرامتین
خوبی کے ساتھ ترجمہ اردو مین ہوگیا

تحقیق کی نظر نے کہا بے مثال ہے
صحت کی جانچ راویون کی دیکھ بھال ہے
جو آفتاب چرخ جلال و جمال ہے
ایسی زبان مین جو مزی بول چال ہے

اصغر ہوئی فلک سے ندا سال طبع کی
قطب زمین و شیخ زمن کا یہ حال ہے

سنہ ۱۳۲۱ھ

چکیدہ خامہ عنبرین شمامہ جناب مولوی حکیم محمد عابد علی صاحب
کوثر رئیس خیرآباد شاگرد حضرت امیر مینائی مرحوم لکھنوی نوراللہ مرقدہ

عالی فکر حکیم برہم	شاعر خوش گو نغز بیان
خامہ مشکین عنبر بار	جامہ رنگین باغ جنان
نظم نمنیش سلک گہر	نثر رنگین لعل بتان
ذکر جمیل غوث پاک	بود از عربی سر نہان
حل معانیہائے دقیق	بار گران بر اردو خوان
ترجمہ کرد آن مرد نکو	ساختہ کار سخت آسان
کوثر سال طبع نوشت	افصح ذکر قطب گیلان
	١٣٢١ھ

دیگر

چون ترجمہ ساختہ بہ اردو	برہم لقب طبیب ذی شان
ذوالمجد و مناقب و مراتب	عاقل و دانا ذکی سخندان
در نثر وحید و فرد کامل	در نظم چو ابر گوہر افشان
حالات جناب غوث اعظم	چون راز نہان کہ بود پنہان
از سعی جمیل آن سخنور	کار دشوار گشت آسان
از فیض نسیم خامہ او	بشگفت گل ریاض عرفان
کوثر تاریخ سال طبعش	انور احوال غوث جیلان
	١٩٠٣ء

دیگر

چون ترجمه ساخته حکیم برهم
گویا که بهار در چمن زار آمد
شد تازه مشام سالکان ره حق
شد دیده خلق از سوادش روشن
گو شر نوشت خوب سال طبعش

احوال شریف و غوث و قطب دوران
بانا که شگفت لاله و گل بجبیبان
از نکهت عطر باره فقر و عرفان
از نور بیاض خوش دل پیر و جوان
احوال مفید عام شیخ گیلان
سنه ۱۳۲۱ الهی

تمام شد

بید اضعف الکونین احقر الداعین احمد حسین سلمه رب المشرقین و المغربین عفی عنه
خیرابادی سنه ۱۳۲۱ هجری نبوی

اطلاع

بغیر اجازت منشی حامد علی صاحب کوئی صاحب
اس کتاب کو نہ چھاپیں جسقدر
جلدیں مطلوب ہوں منشی
حامد علی صاحب سی منگوالیں

حکیم سید